سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار۔ تمام مضامین بنام ایڈیٹر آنے چاہئیں رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین شیخ نورالدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک ارشاد پر حضرت اولوالعزم صاحبزادہ صاحب میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر مصلح موعود خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

بیا در زمرہ مستان تا ببینی عالمی دیگر بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی	چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

جلد (۱۸) مورخہ ۲۸ جون و ۷ جولائی مطابق ۳ ، ۱۲ شعبان ۱۳۳۲ھ ہجری نبوی صلعم نمبر (۲۴ ، ۲۵)

الحکم کے فائلوں کی رعایتی قیمت کا اعلان

(یکم جولائی ۱۹۰۸ء سے لیکر ۷۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء تک)

الحکم کے دوبارہ اجرا سے بہت سی مالی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے بورڈ آف ٹرسٹیز نے تو آجتک بہ قرض لیکر اعادہ جاری رکھا ہے اور کسی حد تک بعض سرپرستان الحکم نے بھی بورڈ مذکور کو مدد دی ہے۔ مگر یہ مدد موجودہ ضروریات کو پورا کرنیکے لئے ناکافی ہے ایسی حالت میں ہمارے بعض مہربان بجائے مدد دینے کے الحکم کے وی پی وصول کرنیسے انکار کرتے ہیں اور کارخانہ کو اور ضعف پہنچاتے ہیں اس بوجھ کو اور بھی ہلکا کرنیکے لئے ہمنے مناسب سمجھا ہے کہ الحکم کے گذشتہ سالوں کے فائلوں کی قیمت میں رعایت کر دیجائے چنانچہ ۱۹۰۸ء سے لیکر ۱۹۱۴ء تک کے چھ سالوں کے فائل بجائے ساٹھ روپے کے صرف چالیس روپے میں دیئے جائیں گے

۱۹۰۹ء سے لیکر ۱۹۱۳ء تک پانچ سالوں کے فائل جو خلافت اول کے زمانہ میں لکھے گئے ہیں بتیس روپے پر دیئے جائیں گے

اور ۱۹۰۸ء سے پہلے کے فائل جنکی کاپیاں بالکل تھوڑی تعداد میں موجود ہیں اور جو بالکل نایاب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک فائل پندرہ روپیہ پر دیا جائیگا۔

جو لوگ الحکم کی لائف سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ سلسلہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار ہے جسکو سلسلہ کی خدمت کرتے آج اٹھارہ سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ فائل کوئی آجکل کے اخباروں کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ انکا ایک ایک صفحہ بیش بہا خزانوں سے پر ہے اور یہ تمام فائل سلسلہ کی ایک مکمل تاریخ ہیں۔

ان کے مطالعہ سے انسان آج بھی ایسا ہی فایدہ حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ آج سے کئی سال پیشتر فایدہ اٹھا سکتا تھا اگر ہمارے دوست فائلوں کی خریداری کیطرف متوجہ ہوں تو ایک تو اُن کو تھوڑی قیمت میں قیمتی خزانہ مل جائیگا۔ اور دوسرا الحکم کی موجودہ مالی مشکلات میں ایک مدد ہو جائے گی۔

(مینیجر)

سید حامد شاہ صاحب کی نظم کے متعلق ایک ضروری اعلان

۲۸۔ فروری ۱۹۱۴ء کے الحکم میں ہم نے حضرت سید میر حامد شاہ صاحب کی ایک نظم کے متعلق اعلان کیا تھا جو انہوں نے ایک رؤیاء صالحہ کی بنا پر الحکم کی اعانت کیلئے ہمارے پاس بھیجی تھی اور جسکے متعلق اسی رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو حکم دیا کہ الحکم کو دیدو وہ اس کو چھاپے اور اسکی قیمت سات روپیہ رکھے افسوس حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی وفات حسرت آیات اور دیگر قومی کشمکش نے ہمیں فرصت نہ دی کہ ہم اس کام کو بہت جلد پورا کرکے اپنے دوستوں کی خدمت میں وہ عجیب نظم پیش کریں آج ہم اپنے بھائیوں کو مطلع کرتے ہیں کہ نظم عنقریب نہایت عمدہ کاغذ پر شایع ہونیوالی ہے خریداری کی درخواستیں مینیجر الحکم کے پاس فوراً آجانی چاہئیں۔ الحکم کا انتظام ایک بورڈ کے سپرد ہو چکا ہے اور اس نظم کو سات روپے پر خریدنا الحکم کی ایک طرح سے اعانت کرنا ہے۔ امید ہے اگر ہمارے دوست اس کار خیر میں حصہ لینگے تو الحکم کی آئندہ کی مشکلات کا سوال ایک حد تک حل ہو جائیگا اور بورڈ مذکور کو بھی اسکی کے مضبوط کرنیمیں بہت آسانی ہو جائے گی +

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا۔

نصیحت نہیں پکڑتے انہوں نے مخالفت کر کے کیا لے لیا۔ اس دن کی بات ہے جس دن ماسٹر صدر الدین کی سکرٹری شدہ کا جھگڑا تھا۔ اور جس دن حضرت خلیفہ بلا فصل نے ڈاکٹروں کو کہا تھا کہ میں اس نوجوان (محمود احمد) کے مقابلہ میں نہ محمد علی کی پرواہ کرتا ہوں اور نہ خواجہ کی اور نہ کسی اور کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ خوب جانتے تھے کہ یہ میاں محمود احمد کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرینگے۔ اس سے بڑھ کر کیا حضور انکی تلقین کر سکتے تھے۔ خدائی قوم کو خوب کھول کھول کر سمجھا دیا تھا کہ اس نوجوان (محمود) کی مخالفت نہ کرنا وہ ضرور کامیاب ہو جائیگا۔ اور خلیفہ خدا بناتا ہے کوئی اس کو روک نہیں سکیگا۔ مولوی صاحب کو خدا پر کامل یقین تھا کہ محمود کو خدا تعالےٰ خلیفہ بنائیگا۔ وہ راستباز تھا اسکی تمام باتیں بعینہ پوری ہوئیں۔ ان باتوں کی کوئی تغلیط نہیں کر سکتا۔ کہ آیا یہ خلیفہ اول نے فرمائی تھیں یا نہیں جبکہ واقعات صحیحہ نے اسکی تصدیق کر دی۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسا غیر احمدی کہا کرتے ہیں کہ رمضان کے کسوف خسوف والی روایت جھوٹی ہے۔ حالانکہ آسمان نے گواہی دیدی اب بھی اسکی تکذیب کرتے جاتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب کا ایمان تھا اور خدا نے اس کو کیسے پورا کیا۔ اور کیوں خدا اس کے ایمان کی تصدیق نہ کرتا جبکہ آپ آچکے تھے افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

مولوی صاحب نے باوجود اختلاف جانتے ہوئے اس خلیفہ کو نامزد نہ فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے ویسا ہی کرنا تھا۔ جیسا کہ پہلے ہی سمجھ چکے تھے واقعہ ہو جانے کے بعد اسکی تکذیب کرنا محض ہٹ دھرمی اور حمیت جاہلیت ہے۔

دالوی سنکر خواہ کتنا ہی زور لگائے مگر خدا کے فضل کو وہ ہرگز مٹا نہیں سکتا۔ اس میں کس کو شک ہو سکتا ہے کہ واقعی جو ہونہار لڑکا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا محمود احمد تھا اپنے مطلب کیلئے سلطان احمد حضرت اقدس کا پہلا صاحبزادہ لکھا دیتے ہیں۔ اور دوسرے موقعہ پر اسکے بیٹے ہونے سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔ حیف ہے ان کے استدلال پر انی یوفکون پیر صاحب کی ایک دو باتیں لیکر اتباع ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ کی کوشش کی ہے محکمات اور اصول کو بالکل چھوڑ دیا ہے تحریف اور تبدیل کی بھی کوئی حد ہونی چاہیئے۔ مارچ ۱۸۸۶ء سے لیکر ...... ۹ سال کے اندر اندر پیدا۔ انزال رحمت کی قسم ثانی محمود کو قرار دیں جو اور سال خلفاء میں پوری ہو گئی ہے۔ اب وہ پسر موعود نو سال میں آگیا ہے

حقیقۃ الوحی کے صـ ۹۲ میں میرا بیٹا میرا جانشین ہوگا افسوس صد افسوس ایسی تحریف پر۔ اگر خدا کا خوف مد نظر ہوتا تو کبھی یہ کارروائی نہ کی جاتی۔ خدا نے اپنی فعلی شہادت سے محمود موعود قرار دیا ہے۔ اب کنارہ کش رہو اور بیٹھے رہو اس کے موعود ہونے کو تم رد نہیں کر سکتے۔

فلا راد لفضلہ

مختلف واقعات

ہماری مہربان گورنمنٹ

لاہور کے پادری ریورنڈ طامس ہاول بشیر اہل اسلام اور ان کے پاک مذہب کے خلاف ہمیشہ زہر اگلتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں انہوں نے ایک کتاب اثبات کفارہ نامی لکھی جس میں انہوں نے ناشائستہ تحریر سے کام لیا ہے۔ مسلمانان پنجاب نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ اور پنجاب گورنمنٹ نے اہل اسلام کے خیالات کا لحاظ کرتے ہوئے شایع کنندگان و مصنف کو تنبیہ کرنے کے علاوہ حکم نافذ کیا ہے کہ اسکی مزید اشاعت بند کر دیجاوے۔ ہم گورنمنٹ پنجاب کی اس مہربانی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ریاست بڑودہ کی ایک قابل تقلید مثال

اپنی ریاست میں تعلیم صنعت و حرفت پھیلانیکے لئے جسقدر سرگرمی سے مہاراجہ صاحب ریاست بڑودہ کام کر رہے ہیں اس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی کسی اور ریاست میں نہیں ملیگی۔ تمدنی اور سیاسی حالت میں ایک نمایاں ترقی حاصل کرنیکے لئے جو جو عمدہ طریقے ریاست بڑودہ اختیار کر رہی ہے وہ ایک بیدار مغز ہوشیار راجہ کا پتہ دیتے ہیں جسکو اپنی رعایا کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔

چنانچہ حال میں ہی ریاست بڑودہ نے موجودہ اور آئندہ قایم ہونے والے صنعت و حرفت کے کارخانوں کو ترقی دینے کے لئے ان کے مالکوں کو شاہی خزانہ سے پندرہ لاکھ روپیہ کم سود پر دینے کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ کاش اسلامی ریاستوں کے نواب بھی اپنی رعایا کے آرام اور بہبودی کے لئے اپنے اندر اس قسم کی تڑپ پیدا کریں۔

ریاست گوالیار کی بیداری

گوالیار میں چینی کے برتن بنانے کا ایک عالیشان کارخانہ قایم کیا گیا ہے۔ مہاراجہ صاحب گوالیار کو اس کارخانہ سے بڑی دلچسپی ہے۔ اب اس کارخانہ کی لنڈن سے بڑی بڑی مشینیں آئی ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کی حالت پر افسوس ادہر ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا تو یہ حال ہے کہ اپنے لوگوں کو غیروں کی محتاجگی سے بچانیکے لئے کارخانے کھولے جاتے ہیں۔ مگر اہل اسلام کی سب سے بڑی سلطنت ٹرکی کا یہ حال ہے کہ کھانے اور پہننے کی اشیاء سامان جنگ وغیرہ سب غیر ممالک سے خریدتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ تحت الثری کیطرف جا رہے ہیں۔

وظایف گورنمنٹ

پنجاب کے مسٹر شرف الدین کو عربی اور بنگالہ کے مسٹر برسن کمار آچاریہ کو سنسکرت کی تکمیل یورپ میں جا کر کرنیکے لئے گورنمنٹ آف انڈیا نے وظیفے عطا کئے ہیں۔

برق آبی کے موجد خان بہادر حبیب الرحمن صاحب سپرنٹنڈنٹ سررشتہ ٹیلیگراف کے لڑکے مسٹر عبد الغفور خان بی۔ اے کو گورنمنٹ آف انڈیا کے برقی انجنیر کی تعلیم کے لئے انگلستان جانے کیواسطے وظیفہ عطا کیا۔ یہ پہلے بلوچی ہیں جنہوں نے وظیفہ حاصل کیا ہے

مسٹر تلک کی رہائی
اور
مقام عبرت

آجکل مسٹر تلک کی رہائی کی خبر ہر اخبار میں دیکھی جاتی ہے مسٹر تلک ایک مشہور مرہٹہ لیڈر ہیں جو ایک مشہور مرہٹہ اخبار کیسری کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ اخبار مذکور میں آپنے چند باغیانہ مضامین شایع کئے تھے جو گورنمنٹ انگریزی کے خلاف بد گمانی پھیلانے والے تھے۔ اسکی پاداش میں آپ ۲۴ جون ۱۹۰۸ء کو بمبئی میں گرفتار ہوئے تھے مقدمہ از روے دفعہ ۱۲۴- اور دفعہ ۱۵۳- تعزیرات ہند چلایا گیا تھا۔ ۲ جولائی کو بمبئی ہائی کورٹ نے ضمانت کی درخواست نامنظور کی۔ ۳ جولائی کو مسٹر برانس کے حسب درخواست جسٹس داور سامنے خاص جوری سماعت مقدمہ کیلئے مقرر کئے گئے تھے

مقرر ہوئی۔ کیس ۱۳۔ جولائی سے ۲۲ جولائی تک رہا۔ اس سے ملک میں بڑی سنسنی پیدا ہوئی تھی۔ مسٹر تلک نے اپنی صفائی کی آپ ہی وکالت کی تھی۔ جو ۱۵۔ جولائی سے ۲۱ جولائی تک ہوئی تھی۔ آپ کی تقریر نہایت عالمانہ اور قانونی باریکیوں سے مملو تھی۔ اس لئے خاص وقعت کے قابل سمجھی گئی جوری نے ۷ بخلاف دو رائیوں کے آپ کو مجرم قرار دیا۔ اس لئے دو جرموں کیلئے تین تین سال کالا پانی۔ اور تیسرے کے لئے ایکہزار روپیہ جرمانہ سزا دی۔ پریوی کونسل میں اپیل کی اجازت نہ ملی۔ اور بمبئی ہائی کورٹ کے سالم بینچ کے سامنے بھی نظر ثانی استحقاق سے انکار ہوا۔ مگر گورنمنٹ نے ایک ہزار روپیہ جرمانہ معاف کر دیا اور سزائے قید۔ قید محض میں تبدیل کر دی۔ آپ نے پورے چھ سال قید کے منڈے کے جیلخانے میں بھگتائے۔ دہلی دربار کے موقعہ پر بھی گورنمنٹ نے آپ کو رہا نہ کیا۔ اور نہ سزا کی میعاد میں حسب دستور تخفیف ہوئی۔ لیکن مسٹر تلک اب پوری میعاد بھگت کر آزاد ہوئے ہیں سنا جاتا ہے کہ مسٹر تلک اب کسی مقدمہ پر ولایت جانیوالے ہیں۔ اور پھر جرمنی میں بھی کئی برس تک رہیں گے۔ اور باقی زندگی تصنیف و تالیف میں صرف کریں گے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے جیلخانہ میں تین کتابیں لکھی ہیں جو جلد پونہ میں شایع ہونے والی ہیں۔

مسلمانان کشمیر پر ریاست کی مہربانی

ذیل میں ڈاکٹر منسٹر تعلیم ریاست جموں و کشمیر کی ایک چٹھی کا خلاصہ پیش کرتے ہیں جو صاحب موصوف کے کشمیری کانفرنس کے نام ارسال فرمائی ہے:۔ جناب والا!

بسلسلہ چٹھی نمبر ۹۳، مرقومہ ۲۲ مئی ۱۹۱۴ء مجھے جواباً یہ عرض کرنے کا افتخار حاصل ہوا ہے کہ سرکار حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی گورنمنٹ اپنی رعایا کو ریاست کی موجودہ تمام تعلیمی سہولتوں سے مستفید کرنیکے لئے ہر ایک قسم کی حوصلہ افزائی اور سعی کر رہی ہے آپ کی سنٹرل سٹینڈنگ کمیٹی کے لئے یہ معلوم کرنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ سال رواں میں ریاست کے ابتدائی مدارس کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اور ایک گران قدر رقم خاص مسلمان طلباء کو وظائف مخصوص کیگئی ہے اور پچاس مسلمان مدرس ابتدائی مدارس میں مقرر کئے گئے ہیں علاوہ ازیں مسلمان ملاؤں پیرزادگان وغیرہ کو طریق تعلیم سے آگاہ کرنے اور پرائمری سکولوں میں بطور مدرس مقرر کرنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ نیز ایک خاص مسلمان انسپکٹر کے مقرر کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

آخر میں مجھے یہ عرض بھی کرنا ہے کہ اس مقصد کی تکمیل کیلئے جو تجاویز پیش کیجائیں۔ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر کی گورنمنٹ ان پر ہمیشہ مناسب غور کرنیکے لئے تیار ہے

(میں ہوں آپکا فرمانبردار خادم)

دستخط اے منسٹر وزیر صیغہ تعلیمات ریاست جموں کشمیر

لنکا میں زراعت کا عظیم الشان کالج

گرم ممالک میں زرعی پیداواروں کو ترقی دینے کی تجاویز وضع کرنے کے مقصد سے لنڈن میں ۲۳ جون کو ایک بین الاقوام کانگریس کا اجلاس ہوا جس میں غیر ملکوں کے ڈیلیگیٹ شامل ہوئے۔ قیصر معظم نے کانگریس کے مربی ہونے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ پروفیسر ڈنسٹن نے بیان کیا کہ اعلےٰ علم زراعت کی ترقی کیلئے ایک کالج مشرق میں اور دوسرا مغرب میں کھولا جائیگا۔ مشرقی کالج لنکا میں کھلیگا۔ ساڑھے سات لاکھ روپیہ درکار ہے اس کالج میں سب آدمی جو ابتدائی شرائط پوری کر دینگے۔ داخل ہو سکیں گے۔ نصاب ایک سال کا ہوگا۔ کل خرچ فیس رہائش وغیرہ ملا کر ڈیڑھ سو پونڈ سالانہ ہوگا جو جو لوگ صیغہ زراعت میں ملازم ہونے کے خواہاں ہیں انہیں اس کالج میں تعلیم حاصل کرنی ہوگی۔ مصر۔ ہندوستان۔ برہما۔ سیام۔ اسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ وغیرہ وغیرہ ملکوں کے امیدوار اس کالج میں داخل ہو سکیں گے امید ہے ہندوستانی امیدوار بھی اس کالج میں داخل ہو کر مستفید ہوں گے +

علیگڈھ کالج کی امتحانات کے نتائج امسال

علیگڈھ کالج کے سالانہ امتحانات کے نتائج حسب ذیل ہیں۔

درجہ	کل تعداد طلبا	پاس	فیصدی
میٹریکولیشن	۵۹	۲۴	۴۱
ایف اے	۱۸۰	۷۰	۴۲
بی۔ اے	۱۳۲	۶۸	۵۱
ایم۔ اے (پریویس)	۲۳	۱۴	۶۱
ایم۔ اے (فائنل)	۱۶	۱۲	۷۵
بی ایس سی	۱۲	۲	۱۷
ایم ایس سی	۳	۱	۳۳

بعض کم فہم معاصرین نے مندرجہ بالا نتائج کو خراب قرار دیا ہے بلکہ عنوان ہی یہ رکھا ہے "کالج کے امتحان کے خراب نتائج"۔ افسوس تو یہ ہے کہ امیدواری کے عدم احساس کے ساتھ کسی کو محنت و مطالعہ کا بھی شوق نہیں اگر یہ معاصرین یونیورسٹی کے نتائج کا اوسط ملاحظہ کر لیتے تو اپنے قومی کالج کے نتائج پر یوں ناک بھوں نہ چڑھاتے۔ علیگڈھ کالج کی کامیابی اس سے بڑھکر کیا ہو کہ ساری پنجاب میں اتنے مسلمان بی۔ اے و ایم اے نہیں بنے ہیں۔ جتنے کہ اکیلے علیگڈھ کالج نے کرائے ہیں۔ خود صوبجات متحدہ نے کل پاس شدہ مسلمانوں سے کالج کے پاس شدگان کی تعداد بہت زیادہ ہے اگرچہ ہمنے ہندوستان کی ساری یونیورسٹیوں کے نتائج نہیں دیکھے مگر ہم قیاساً کہہ سکتے ہیں کہ سارے اسلامی ہند نے جتنے گریجوایٹ اس سال پیدا کئے ہیں۔ اس سے کالج کے گریجوایٹوں کی اوسط بہت بڑھی ہوئی ہے اور یہ صرف علیگڈھ کالج کی برکت ہے کہ صوبجات متحدہ میں مسلمانوں کی آبادی کی نسبت سے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نسبت سہ چند زیادہ ہے ان حالات و بدیہیات کی موجودگی میں کالج کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اس کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا نہایت ہی بداندیشی کا کام ہے۔

علیگڈھ کالج کو بدنام کرنیوالے زیادہ تر وہ اشخاص ہیں جو سیاسی دنیا میں عام اسلامی پالیسی سے انحراف کر چکے ہیں وہ موجودہ بیدار مغز اور ہمدرد ملت سکرٹری قبلہ نواب صاحب کے انتظام میں کیڑے ڈالنے کیلئے سفید جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ پچھلے دنوں انہی یاران طریقت نے یہ خوشہ چھوڑ دیا کہ کالج فنڈ میں تین لاکھ کا گول مال ہوا ہے ان جھوٹوں سے یہ لوگ بڑے خوش ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ ابنائے ملت کا جاہل طبقہ اور خود غرض جماعتیں انکی پیٹھ ٹھونکتی ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ جو شخص جھوٹ بولتا تھا مسلمان اس سے بات کرنیکے روادار نہیں بنتے تھے یا اب یہ زمانہ ہے کہ جو شخص علانیہ جھوٹ بولتا ہے۔ فنڈوں کا روپیہ چٹ کر جاتا ہے۔ اور ہر طرح کی خرابی کا ارتکاب کرتا ہے وہ قوم کا فدائی کہلاتا ہے۔ ممکن ہے کہ قوم کو اسکی اصلیت معلوم نہ ہو مگر کسی کی اصلیت سے جہلک طور پر بے خبر ہونا بھی تو پرلے درجہ کی کمزوری بعد تباہی کی علامت ہے۔ (ملت)

زنانہ گریجوئیٹوں کی کامیابی

۔کلکتہ یونیورسٹی کا بی۔ اے کا نتیجہ عورتوں کے انگریزی کے اعزازی فہرست میں نمایاں درجہ حاصل کرنے کیوجہ سے خاص امتیاز رکھتا ہے تین عورتیں پہلے ڈویژن میں پاس ہوئیں۔ ڈویژن مذکور میں جو عورت دوسرے نمبر پر رہی اس کا نام کونٹیس برن ہے دوسری ڈویژن میں اول و سوم و پنجم نمبر پر عورتیں پاس ہوئیں یہ تینوں یوروپین ہیں۔

بڑودہ میں پریس کی آزادی

۔شاہ ہو یا گدا اپنی سلامتی ہر ایک کو مطلوب ہے اور وہ اسلئے ہر جائز و ناجائز کوشش کرتا ہے۔ ہندوستانی رئیسوں میں مہاراجہ بڑودہ کا نام روشنضمیری اور آزاد خیالی میں سب سے اونچا سمجھا جاتا ہے مگر دربار تاجپوشی میں مہاراجہ بڑودہ سے جو غلطی یا سہو ہو چکا ہے اس سے گائیکواڑ کو اپنی سلامتی کا اتنا اندیشہ پڑ گیا ہے کہ وہ سارے کس بل چھوڑ کر دن رات اس فکر میں مستغرق رہتے ہیں کہ کسی طرح سرکار کو خوش کریں اور سرکار کی خوشنودی کا سب سے بڑا ذریعہ پریس کی نگرانی اور اس کا گلا گھونٹنا سمجھ لیا گیا ہے اس سلئے مہاراجہ بڑودہ اس طرف بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ چنانچہ پریس کی نگرانی کیلئے باقاعدہ پریس رپورٹر رکھا ہوا ہے جو کتابوں اخباروں اور پریسوں کے متعلق رپورٹ دیتا ہے۔ ان رپورٹوں کی بنا پر پچھلے سال بڑودہ میں ایک اخبار کو تنبیہ ایک پریس کے مالک کو جرمانہ ہوا۔ اور قریباً ۲۰ کتابیں ضبطی میں آچکی ہیں اور بڑودہ کی ضبط کردہ کتابوں کی تعداد شاید سرکاری علاقہ سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

لاہور

کا دیانند اینگلو ویدک ہائی سکول ہر سال انٹرینس کے امتحان میں نہ صرف امیدوار سب سے زیادہ تعداد میں بھیجتا ہے بلکہ اسکے کامیاب طلباء کی تعداد بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے اور اکثر لڑکے اعزاز کے ساتھ اچھے نمبر حاصل کر کے پاس ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس سال سکول مذکور سے ۱۳۹ طلباء انٹرینس کے امتحان میں شامل ہوئے تھے جنمیں سے ۹۲ پاس ہوئے اور ۱۶ زیر تجویز ہیں اور پاس شدہ طلباء میں سے لالہ کلیانداس سائینس فیکلٹی میں سب سے اول نمبر پر رہے۔ دوسرے تیسرے اور چوتھے نمبر پر بھی اسی سکول کے طالب علم پاس ہوئے ہیں۔ مگر اسلامیہ سکولوں کے نتائج دیکھکر ہم شرم سے سر جھکا رہے ہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ اسلامیہ سکولوں کے کنڈکٹرز تعلیمی اغراض کو ملحوظ نہیں رکھتے وہ تو دھڑا بندی کی بنا پر سکولوں پر قبضہ کرتے ہیں درعین حالیکہ مست استادوں اور لڑکوں پر کرتے ہیں۔ ماسٹر بیچارے کتنا ہی سر کھپاتے ہیں۔ مگر یہ ان دسکٹریاں ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے لاہور کے ایک اسلامیہ سکول کا نتیجہ تو بدترین سے بھی بدترین ہے۔

(ہم ہمعصر ملت کی رائے سے بالکل متفق ہیں واقعی مسلمانوں کے لئے مرجانیکا مقام ہے۔ یونہی اتنا روپیہ تباہ کیا جاتا ہے۔ (الحکم)

آئرلینڈ

کی خود مختاری کا مسودہ ہاؤس آف کامنز سے پاس ہو گیا ہے اور ہوس آف لارڈز میں پیش ہے۔ لیکن السٹر کا معاملہ حل نہیں ہوا۔ ائرلینڈ کے نیشنلسٹ گروہ نے اپنے والنٹیر تیار کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں اسلحہ بہم پہونچایا جا رہا ہے۔ والنٹیروں کو قواعد سکھائی جاتی ہے۔ گورنمنٹ نے اس کا یہ سلجھاؤ پیش کیا ہے کہ السٹر خود فیصلہ کرے کہ آیا وہ آئرلینڈ کے ہوم رول کے زیر اثر رہنا چاہتا ہے یا نہیں اس مقصد سے ہوس آف لارڈز میں ایک ترمیمی مسودہ پیش کیا گیا ہے اس سے السٹر کے اضلاع کو یہ رعایت دیگئی ہے کہ کثرت رائے سے وہ ہوم رول کے اندر یا باہر جا سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس انتظام سے مالی و انتظامی بندوبست ہی کیا جائیگا۔

پیغام کے ایک کشف کی حقیقت

(مرقومہ جناب میاں قدرت اللہ صاحب کوچہ چابک سواراں لاہور)

جب حضرت صاحبزادہ صاحب خلیفہ ہوئے تو تائید میں اکثر لوگوں نے خوابیں اور کشوف دیکھے۔ اور دلائل کے بعد یہ دوسرا خدائی تصرف تھا۔ جسکا جواب تو پیغام صلح سے سوائے اس کے کچھ بن نہ آیا۔ کہ پیغام مورخہ ۱۹۔ اپریل اور ۱۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء میں زیر ہیڈنگ "الہامات و کشوف کی حقیقت" یہ اور احمدی قوم کی یاد دہانی" لکھکر ثابت کرنا چاہا۔ کہ الہامات و کشوف اکثر شیطانی ہوتے ہیں۔ یہ اسلئے کیا گیا کہ الٰہی تصرف کو رد کریں جو ایک سچائی کی تائید کیلئے پے درپے کشوف کے رنگ میں نازل ہو رہا تھا۔ اور اسی طرح صاحبزادہ صاحب کو زک پہنچاویں۔ لیکن خدائی تائید کو کون روک سکتا ہے۔ اب پیغام والوں نے اپنے اس عقیدہ کے خلاف کہ اکثر الہامات و کشوف شیطانی ہوتے ہیں۔ صوفی احمد دین صاحب کا کشف مورخہ ۱۶۔ جون ۱۹۱۴ء زیر مراسلات درج فرمایا ہے۔ جو مفصلہ ذیل ہے کہ "کشف جو موعود ہونے والا ہے وہ سائرہ سے نہیں ہوگا۔ بلکہ ہاجرہ سے ہوگا۔ اور ہاجرہ کے متعلق تفہیم ہوئی کہ والدہ صاحبہ جناب میرزا سلطان احمد سے مراد ہے۔ یعنے آپکی جو ذریت ہوگی اس میں سے ہوگا۔ اور یہ بھی بتایا گیا۔ کہ سائرہ سے مولوی ہونگے لیکن ذریت طیبہ ہاجرہ سے ہوگی۔ ہاں اب پیغام والوں کو دعوی ہے کہ ہم سچائی کیخاطر لڑ رہے ہیں۔ تو خدارا بتائیں کہ کیا ان کو اس کشف پر ایمان ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اگر ہے تو موکد بحلف شائع کرے۔ ورنہ جس بات پر انسان کا اپنا ہی ایمان نہ ہو اس کو شائع کرنیکے کیا معنے اور پھر حضرت مسیح موعود کے مقابل میں ایسے کشوف کو شائع کرنا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے مقابلہ میں متشابہات کا رنگ رکھتے ہوں حالانکہ حضرت صاحب نے اپنے الہامات سے مصلح موعود کا تعیین فرما دیا ہے اصل میں پیغام صلح کو الہامات و کشوف پر کوئی اعتبار نہیں پیغام مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۱۴ء لکھتا ہے "کسی غیر مامور کی خواب یا الہام کسی شخص کیلئے حجت شرعی نہیں ہو سکتی۔ پھر فرماتے ہیں۔ کہ انبیاء کے سوا ایسے پاک قلوب جو بالکل تمنی سے خالی ہوں اور حدیث نفس اور مس شیطان سے محفوظ ہوں۔ شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں" (صوفی صاحب اسکو نوٹ کرلیں) پھر فرماتے ہیں۔ اسیطرح اس زمانہ میں جس طرح صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ بیدار ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا "یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ اور ممکن ہے ایک خواب سچی بھی ہو۔ اور شیطان کیطرف ہو"

پھر فرماتے ہیں "مسیح موعود علیہ السلام خدا کا فرستادہ تھا۔ اور اس کی باتیں خدا کی باتیں تھیں (صوفی صاحب سے پوچھیئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے کشف پیش کر رہے ہیں۔ اور خدا سے ذرا نہیں ڈرتے) جو کچھ اس نے کہا (حضرت مسیح موعود نے) وہ درست کہا اور جو کچھ لکھا درست لکھا۔ جو اسکی تحریر کے خلاف ہے وہ غلطی پر ہے"

دیکھا حضرات کیا اب صوفی صاحب کا یہ کشف اضغاث احلام سے زیادہ وقعت رکھتا ہے۔ اب ذرا غور سے سنئے ایک نہایت عمدہ نکتہ آتا ہے۔ پیغام ۲۶۔ اپریل ۱۹۱۴ء زیر ہیڈنگ مصلح موعود کی پیشگوئی" اور اس پیشگوئی کو حضرت صاحب نے کس لڑکے پر چسپاں کیا" کہ مصلح موعود کی پیشگوئی میاں مبارک احمد پر پوری ہو گئی۔ انا

للہ وانا الیہ راجعون۔ بقول پیغام یہ پیشگوئی پوری ہو چکی میرے پیارے صوفی صاحب آپ کس مصلح موعود کی پیشگوئی فرما رہے ہیں۔ ایک تو ہو چکا دوسرا کونسا باقی ہے کیا عجب خدائی کشف ہے۔ بتلائیے اب پیغام سچا ہے یا آپکا کشف۔ افسوس جب انسان سچائی چھوڑتا ہے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ خدا آپ کو ہدایت دے۔ یہ پیغام کی نصیحت بھی یاد رکھو کہ حقیقت الوحی کا مطالعہ ضرور کرتے رہا کرو ورنہ مقام خوف ہے۔

ہائی سکول قادیان کی خبر لو!

(امتحان انٹرینس کی نتیجہ پر سرسری نظر)

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

جن دوستوں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے یونیورسٹی کے امتحان انٹرینس کے نتیجہ کے متعلق کچھ پڑھا یا سنا ہوگا۔ × × × × × ×
× × × × × × × × × × × × × × × ×
× × × × × × × بہت ہی حیران ہوئے ہوں گے اور خیال کرتے ہونگے کہ اس سکول نے جس پر کہ ہزارہا روپیہ صرف کیا گیا ہے اور جسکی خاطر کہ اتنی دفعہ گورنمنٹ کے آگے مالی امداد کے لئے ہاتھ پھیلائے گئے۔ ایک سال میں صرف ۴۔ انٹرنیس پاس لڑکے پیدا کئے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ تعجب بھی بجا ہے کیونکہ امسال اگرچہ پنجاب یونیورسٹی کے انٹرینس کے امتحان میں صرف ۳۲ فیصدی ہی لڑکے کامیاب ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے سکول کا نتیجہ تو بہت ہی خراب ہے وہ لوگ جنکو اپنے کاروبار سے فرصت نہیں ملتی وہ ایسی باتوں کیطرف بہت کم توجہ کرتے ہیں مگر معاملہ فہم اور عقلمند لوگوں کیلئے یہ مرجانیکا مقام ہے کہ چار لاکھ کی قوم سال بھر کی کوشش کے بعد صرف چار کامیاب لڑکے پیدا کرتی ہے۔ ایک ہی شخص کے سر پر عظیم الشان ذمہ داریوں کے بوجھ کے رکھنے کا یہی حشر ہوا کرتا ہے۔ قوم کی آئندہ نسل کی تربیت کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اسکو لیکچرار اور سیکرٹری مقرر کر دینا اس کو فرض منصبی میں اپنے ہاتھوں کمزور کر دینا ہے۔ ڈویژن آف لیبر (تقسیم محنت) ایک ایسا اصول ہے۔ جسکی بنا پر یورپین اقوام کامیاب ہو رہی ہیں۔ یورپ کے عظیم الشان کارخانے اسی مذین اصول پر کام کرتے ہیں اگر اس اصول پر کام نہ کیا جاتا۔ تو آج اتنی کامیابی حاصل نہ ہوتی۔ پس جب تک ہم اپنی قوم میں اس اصول پر کاربند نہ ہونگے ہم ہرگز ہرگز اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکینگے پس موجودہ نقصان سے جو مفید سبق ہم حاصل کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہائی سکول کے ذمہ دار شخص کے کندھے پر اور کوئی بوجھ نہ رکھا جائے۔ اس سال جو نتیجہ خراب رہا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک تو ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب کو غیر احمدی مسلمانوں کی لیگوں میں شامل ہونا پڑا۔ جس میں آپ کو ایک خاص شہرت کے حاصل ہونیکی امید تھی دوسرا آپ صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری تھے۔ جس کرسی پر بیٹھکر آپ عرصہ چھ سال کی تیار کردہ سکیم کو بزرگان لاہور کے اشارہ کے ماتحت برباد کر رہے تھے اور خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول رضی بیمار تھے اور انکی چھ سالہ کوشش اپنا رنگ لا رہی تھیں ان کو کیونکر فرصت ہو سکتی تھی کہ وہ امتحان انٹرینس میں شامل ہونے والے لڑکوں کی تیاری کی فکر کرتے آپ خود رات کو بورڈنگ میں جاتے اور شدت نبوت مسیح موعود وکفر اسلام پر لڑکوں کے خیالات منتشر کرتے تھے اور بجائے اس کے کہ لڑکوں کو انکی تیاری میں مدد دیتے۔ اسطرح انکا قیمتی وقت کا ستیاناس کرتے رہے۔ پھر تیسری وجہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی کی وفات ہوئی۔ آپکی وفات ایک غیر معمولی وفات تھی جسپر کہ ایک عظیم الشان فساد برپا ہونیوالا تھا۔ جس نے کہ عین وفات پر بچوں سے لیکر بوڑھوں تک سبکو پریشان کر رکھا تھا۔ یہ تمام واقعات ایسے وقت میں ہوئے جبکہ امتحان انٹرینس میں چند روز باقی رہتے تھے پھر ان حالات کی موجودگی میں نتیجہ کیونکر تسلی بخش ہو سکتا تھا۔ خیر یہ تو گذشتہ واقعات ہیں اگر وہ سب گذر چکے ہیں مگر تا حال انکا اثر باقی ہے اور ماسٹر صدرالدین صاحب کے چلے جانے سے جو سٹاف میں کمی واقعہ ہوئی ہے وہ ابھی تک پوری نہیں ہو سکی اور جب تک ذمہ داری کی جگہ کسی قابل اور متین پکے احمدی شخص کے وجود سے پر نہ ہو جائے تب تک احمدی قوم کو مدرسہ کیطرف سے بیفکر نہیں ہونا چاہئیے۔ اگرچہ موجودہ صورت میں جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔اے (علیگ) بطور ہیڈ ماسٹر کے کام کر رہے ہیں اور مدرسہ کی حالت کو ٹھیک کرنے میں بڑی سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں مگر جیسا کہ ہمارے سننے میں آیا ہے وہ اس بوجھ کو مستقل صورت میں اپنے سر پر رکھنا نہیں چاہتے پس ایسی صورت میں قوم کا غفلت سے کام لینا اور اپنے بچوں کو جنکے ساتھ ہماری ہزاروں امیدیں وابستہ ہیں ذمہ دار شخص کے سپرد نہ کرنا ایک خطرناک غلطی ہے مدرسہ تعلیم الاسلام کا ہیڈ ماسٹر ایک ایسا شخص ہونا چاہئیے جو علاوہ قابل اور اعلیٰ درجہ کا منتظم ہونے کے سکول سٹاف اور لڑکوں کیلئے زندہ نمونہ ہو جسکا ظاہر و باطن ایک ہو جسکے اندر اپنی قوم کے بچوں کی بھلائی کیلئے ایک سچی تڑپ ہو جو خیالات کا پکا احمدی ہو اور منافقت سے بالکل مبرا ہو۔ جب تک ایسی حالت نہ ہوگی قوم کے بچے ہرگز ہرگز سلامتی میں نہیں رہ سکتے۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا بہت فکر ہے آپ اسی لئے بار بار قوم کو مالی امداد کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔ پس قوم کو چاہئیے کہ آپکی آواز پر لبیک کا نعرہ بلند کرتی ہوئی جو کچھ ہو حسب توفیق حضور کی خدمت میں پیش کرے +

منکرین خلافت نے اپنی طرف سے مسیح موعود علیہ السلام کے لگائے ہوئے پودوں کو تباہ کرنیکی حد سے زیادہ کوشش کی اور اگر کسی مادہ پرست کی نظر سے دیکھا جائے تو قریب تھا کہ سب کا سب خاندہ درہم برہم ہو جاتا مگر خدا نے اپنے فضل سے سب کچھ محفوظ رکھا ہائی سکول کے متعلق بہت سی بدگمانیاں پھیلائی گئیں مگر سکول کیحالت میں کوئی اتنا ضعف واقع نہیں ہوا۔ سٹاف کیحالت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ مولوی مبارک علی صاحب بی۔اے بی۔ٹی۔ مرزا بشیر احمد صاحب۔ و ماسٹر عبدالرحمان صاحب کے مدرسہ میں کام کرنے سے سکول کیحالت کچھ سنبھل گئی ہے اور اگر عام سکولوں کی حالت کا اندازہ لگایا جائے تو کام چل سکتا ہے مگر پھر بھی جب تک مستقل طور پر کوئی ذمہ دار ہیڈ ماسٹر مقرر نہ کیا جائے۔ تب تک قوم کو بیفکر نہیں ہونا چاہئیے۔ آخر غور تو کرو دینی تعلیم کا تو یہ حال ہے کہ حضرت صاحب کے منشاء کو پورا کرنیکے لئے نہ آجتک یہ کوشش کیگئی ہے کہ حضرت کی کتب دینیات میں شامل کیجائیں نہ ابھی تک کسی نے تجویز کی ہے اور اگر مروجہ تعلیم کا یہی حال رہا کہ یونیورسٹی کے امتحان میں صرف چار پانچ لڑکے ہی پاس ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں قوم کا وقت اور روپیہ ضایع کیا جائے کیوں تمام کا تمام زور اشاعت اسلام پر ہی لگایا جائے۔ مگر یہ یاد رکھو مدرسہ کا قایم رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ اشاعت اسلام کیلئے مبلغ پیدا کرنا اس میں ہماری آئندہ نسلیں ایک مضبوط چٹان پر کھڑی ہو سکتی ہیں۔ آجکل کا زمانہ اپنا اثر کئے بغیر نہیں ہٹتا آئندہ نسلوں کو مذہبی جنگ کیلئے تیار کرنیکے لئے سوائے سکول کے اور کوئی ذریعہ نہیں اگر آئندہ نسلوں کی تیاری کیلئے کوئی سامان نہ کیا گیا اور موجودہ نسل کا پچاس ساٹھ سال کے اندر اندر خاتمہ ہو گیا تو سمجھ لو کہ ہمارا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا۔ پس اے مسیح موعود سے سچی محبت رکھنے والو۔ اے اسلام کے شیدائیو کھڑے ہو جاؤ خواب غفلت کو چھوڑ دو۔ یہ سونیکا وقت نہیں دنیا کے لوگ

رات دن فانی چیزوں کے حاصل کرنیکے سر توڑ کوشش کرتے ہیں مگر تم بقا کیلئے کوئی سامان نہیں کرتے اپنے بچوں کی فکر کرو اور انکی زندگی کو مفید اور کار آمد بنانیکے لئے کوشش کرو +

جلسہ کاٹھ گڑھ

(مورخہ ۱۲ - جون ۱۹۱۳ء)

تیسری تقریر جناب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب

(جس میں سکھ صاحبان مخاطب تھے)

اسلام ایک ایسا صلح اندیش مذہب ہے جسکے اصول تمام دانشمندوں کے نزدیک حکیمانہ ہیں۔ یہی مذہب ہے جو تمام مذاہب کے بزرگوں اور انکی الہامی کتب کی دل سے تعظیم کرنے کی ہدایت کرتا ہے یہی زندہ مذہب ہے جس پر قدم مارکر جب کہ دنیا پیدا ہوئی لوگ زندہ خدا سے ہمکلام ہوتے رہے ہیں۔ کرشن جی مہاراج۔ گرو نانک دیو جی۔ موسیٰ علیہ السلام حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہم سب اپنے اپنے وقتوں میں خدا کے پیارے اور برگزیدہ بھگت اور نبی ہوئے ہیں۔

تمام مذاہب کے مقابلہ میں ایک خطرناک غلطی کے مرتکب ہو گئے ہیں۔ مگر خدا نے اسلام کو اس غلطی سے محفوظ رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام مذاہب والے اپنے پیروکار اپنے زندہ تعلق باللہ بذریعہ مخاطبات الہامات و مکالمات کو اپنے بزرگوں تک ہی محدود رکھتے ہیں اور بعد میں آنیوالی نسلوں کو ان روحانی برکات اور ثمرات سے محروم اور بدنصیب قرار دے رہے ہیں۔ مگر اسلام سکھاتا ہے کہ جیسے ہمارے عارضی مادی جسم کے قیام اور سرسبزی کیلئے سالہا سال کی بارش لابدی ہے۔ پھر روح کیلئے جو ابد الاباد کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ اسکی نشو و نما اور تربیت کیلئے روحانی بارش (الہام) بطریق اولیٰ لازمی اور محقق ٹھہری۔ خدا سے قطع تعلق کرنے والے جب اس قابل نہ رہے کہ خدا ان سے الہام و کلام کرے۔ انہوں نے اپنے شیشہ قلب کو مکدر پا کر اپنی نالایقی اور گمراہ ہونیکا تو اقرار نہ کیا مگر یہ کہدیا کہ اب ہمیں ان آریوں کو الہام کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ امراض روحانیہ شرک فسق و فجور کے سیلاب نے بزبان حال چلا کر کہا کہ روحانی علاج کی ضرورت ہے ایسے ہی عیسائیوں نے اپنے بزرگوں کو الہام سے مشرف مانا لیکن بعد میں آکر اپنے گذشتہ یار (؟) بھائیوں کیطرح الہام کو غیر ضروری سمجھا یا انکار کر دیا اسی طرح آجکل کے مسلمان بھی اسی غلطی کے مرتکب ہو گئے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متنبہ کر دیا۔ اسی طرح گرو نانک صاحب نے بھی فرمایا کہ الہام الٰہی ہر زمانہ ہوا کرتی ہے اور ہونی چاہیئے۔

ہم گرو نانک صاحب اور کرشن جی مہاراج کی دل سے عزت کرتے اور ان کو جو انتہا رشی ملتے ہیں اگر ہم میں سے کوئی ان بزرگوں کو مسلمان قرار دیتا ہے اور اس کی اس سے بڑھ کر اور کوئی اصلیت نہیں ہے کہ وہ بزرگ خدا کے فرمانبردار اور عاجز بندے تھے یہ لفظ مسلمان سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ گرو نانک صاحب و کرشن جی مہاراج آجکل کے نام کے مسلمانوں کیطرح ٹھوٹھے پیالوں میں کھاتے پیتے تھے اور گندے لباس پہنتے تھے اور حقہ پیتے تھے اور بڑا گوشت کھاتے تھے یہ ہرگز نہیں ہے۔ مثلاً میں جو مسلمان ہوں میں حقہ نہیں پیتا ہوں اور نہ پیالے ٹھوٹھے میں کھاتا پیتا ہوں۔ اور نہ بڑا گوشت کھاتا ہوں ان باتوں سے کوئی مسلمان (خدا کا فرمانبردار) نہیں بنتا۔ مسلمان بننا تو اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا پر قربان کر دینے کو کہتے ہیں۔ پس ہماری اور سکھ صاحبان کی نزاع لفظی ہے ورنہ مفہوم میں دونوں قومیں متفق ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ گرو نانک صاحب خدائے واحد کی پرستش کرتے تھے۔ اور ہماری طرح نماز گذارتے تھے۔ جیسے چولا صاحب پر آپ لکھ کر سکھوں کو دے گئے ہیں ہمارا ابھی یہی مطالبہ ہے کہ آپ صاحبان مسلمان ہرگز نہ بنیں نہ مسلمانوں سے کھائیں پئیں۔ نہ بڑا گوشت استعمال کریں نہ انسے شادی کا رشتہ کریں۔ مگر اتنا ضرور کریں کہ گرو نانک صاحب کیطرح حج کعبۃ اللہ کا کریں۔ فقیروں پیروں سے مستفیض ہوتے رہیں اور اپنے گرو صاحب کیطرح وہی طریق پرستش اختیار کریں۔ جو انہوں نے پسند کیا اور چولا صاحب میں لکھ گئے اور تناسخ اور ارواح و مادہ کے بارہ میں جو عقاید اسلام کے ہیں وہی تسلیم کریں جو گرو نانک صاحب نے گرنتھ صاحب کے حصہ جپ جی صاحب میں لکھدیئے ہیں۔ بیشک آپ صاحبان جو ہیں وہی رہیں مگر اعمال گرو نانک صاحب کے کریں اور عقاید ان کے ہی تسلیم کریں +

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ گرنتھ صاحب سارے کا سارا گرو نانک صاحب کی تحریر یا تصنیف ہے۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں کیونکہ آپ کے بعد جو دوسرے چند گرو گدی نشین ہوئے وہ بھی شبد بنا بنا کر گرنتھ صاحب میں شامل کرتے گئے۔ حتی کہ بعض شبدوں کے انجام پر نانک کا نام بھی لگا دیا گیا ہے جو گرو نانک کی تصنیف ہرگز نہیں ہیں۔ اور اس بیان سے تمام سکھ صاحبان کا اتفاق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گرنتھ صاحب میں بعض شبد ایک دوسرے کے نقیض اور مخالف ہیں۔ لیکن طالب حق کیلئے فیصلہ کی راہ آسان اور نزدیک ہے اور وہ یہ ہے کہ

جپ جی صاحب

جسے سکھ صاحبان بطور نماز کے پڑھتے ہیں۔ اور ہزاروں کو یہ حصہ گرنتھ صاحب کا ورد زبان ہے۔ اس میں بوجہ تواتر تاریخی کے کوئی تحریف و تبدیل وقوع میں نہ آئی۔ لہٰذا ان اشعاروں میں آپ کوئی ایسا شبد نہ پاؤ گے جو تعلیم قرآن و اسلام کا مخالف اور مکذب ہو۔ ان دوسرے گدی نشین گروؤں کے بعض اشعار جو دور زمانہ اور پولیٹیکل حالات سے متاثر ہو گئے تھے باقی حصہ گرنتھ صاحب میں ایسے شبد ضرور موجود ہیں جنمیں کہیں اسلام کی تائید اور کہیں تکذیب کیگئی ہے۔ مگر اول حصہ گرنتھ صاحب کا (جپ جی صاحب) گرو نانک صاحب کی اصل تصنیف بلا کم و کاست ہے اور سکھ لوگ ہر روز نماز میں دوہرانی پڑتی ہے اس میں کمی و بیشی وقوع میں نہیں آئی۔ لہٰذا گرو نانک صاحب کے اصل پنتھ کا حال اسی حصہ گرنتھ صاحب سے معلوم کرنا چاہیئے اگر اس طریق تطبیق کو تسلیم نہ کیا جاوے تو پھر کوئی عقلمند ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ ایک ہی سرچشمہ اور منبع سے دو نقیض عقیدے اور باہمی مخالفت رکھنے والے اشعار نکلے ہوں اور دوسرا طریق تطبیق کا یہ بھی ہے کہ گرو نانک صاحب نے جو اوائل عمر میں اشعار بولے تھے انکا آخری عمر کے اشعاروں سے اختلاف ہے یہ اسلئے ہوا کہ آپ کی ابتدائی عمر گذرنیکے بعد جب آپ کو دور دراز اسلامی ممالک کی سیر کرنا پڑا۔ اور پیر و فقیر اور اولیاء اللہ کے مقابر پر چلہ کشی کرنی پڑی تو اس وقت آپکے خیالات اور اعتقادات پر انقلاب عظیم آگیا تھا۔ اسلئے لازمی تھا کہ اوائل عمر کے شبد آخری عمر کے شبدوں سے مخالف ہوں۔ پس گرنتھ صاحب کے اشعاروں کے نفس مضامین میں بعض جگہ جو اختلاف موجود ہے اسکی وجہ مذکورہ بالا وجوہات میں سے ایک نہ ایک وجہ ہے۔ اب ہم ذیل میں جپ جی صاحب کے چند اشعاروں سے گرو نانک دیو جی کے دھرم کا پتہ لگاتے ہیں اور جپ جی صاحب ایسا ہی تحریف و تبدیل سے پاک ہے۔ جیسے چولا صاحب۔

رد تناسخ

حکمی ہوون آکار حکم نہ کہیا جائی
حکمی ہوون جیئہ حکم ملے وڈیائی
حکمی اُتم نیچ حکم لکھ دُکھ سُکھ پائیے
اکناں حکمی بخشیش اک حکمی سدا بھوائیے
(گرنتھ صاحب جی آد صفحہ ۲)

خدا کے حکم (کُن) سے مختلف صورتیں عطا کیجاتی ہیں۔ پھر اس حکم کی کنہ کو کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ خدا کے حکم سے ہی ارواح پیدا ہوتی ہیں۔ اور اسی کے حکم سے بزرگی اور مرتبت پرایت (حاصل) ہوتے ہیں حکم الٰہی سے ہی اعلےٰ اور ادنیٰ

طبقہ کے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ اور اسی کی حکمت سے لوگوں کو رنج و راحت نصیب ہوتا ہے بعضوں کو حکم (حکم) سے عطیہ ملتا ہے بعض حکم الٰہی سے عمر بھر سرگردان ہو کر خاک چھانتے رہتے ہیں۔

مذکورہ بالا شبدوں سے صاف ظاہر ہے کہ گرو نانک صاحب ارواح یعنی جیو کو غیر مخلوق نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ خدا کی مخلوق یقین کرتے تھے۔ جو اسلام کی تعلیم ہے۔ پھر لوگوں کو ایک دوسرے پر بڑائی اور بزرگی عطا کرنا۔ اور کسی کو امیر کسی کو غریب بنانا۔ گزشتہ جون کے اعمال اور ارواح کے کرموں اور گنوں کا نتیجہ نہیں گردانتے۔ بلکہ کسی کو بادشاہ بنانا کسی کو غریب کر دینا خدا کی مرضی اور امر کن کے ماتحت عمل میں آ رہے ہیں۔ پس صاف ثابت ہوا کہ گرو نانک صاحب تناسخ اور ارواح کے انادی ہونیکے قایل اور معتقد نہ تھے جیسے کہ قرآن کی تعلیم ہے

دائمی نجات

نانک بھگتاں سدا وگاس
سنئے دکھ پاپ کا ناس
سنئے موہنہ جوٹا نہ کھائے
سنئے جم کے ساتھ نہ جائے
(گرنتھ صاحب جپ صفحہ ۲،۳)

اے نانک خدا رسیدہ بزرگوں کو ہمیشہ کا آرام (جنت) ملا کرتا ہے۔ اور اس بات کو غور سے سن کر ان کے دکھ اور پاپ گناہ اور عذاب کا ہمیشہ کیلئے ناش ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ جنت میں رہتے ہیں

جو در حقیقت خدا پر ایمان لاتا ہے وہ خسران اور تباہ سے محفوظ رہتا ہے اور جو مومن ہوتا ہے اس کا تعلق ملک الموت سے نہیں رہیگا۔ (لا یذوقون الا موتۃ الاولی) یعنے جو خدا کے برگزیدہ مومن ہوتے ہیں وہ مر کر پھر ملک الموت کے ہاتھ سے بار بار کتے بلیاں بننے کیلئے موت کا عذاب بار بار نہ چکھیں گے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے اور قرآن کی تعلیم ہے کہ جنت دائمی ہے اور جو لوگ بہشت میں جاوینگے وہ ہمیشہ راحت اور خوشی میں رہینگے ان کے گناہ اور عذاب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مگر برعکس اسکے ہندوؤں اور آریوں اور سکھوں کا یہ خیال ہے کہ تناسخ ٹھیک ہے کہ ارواح کا مختلف قالبوں میں اوتار لینا اور بار بار مرنا جینا تناسخ کے عقیدہ کے مطابق جائز اور درست ہے مگر گرو نانک صاحب نے بتلا دیا کہ یہ عقیدہ باطل ہے حق وہی ہے جو قرآن اور اسلام سکھاتا ہے۔ جو جپ جی سے نقل کیا ہے

کن فیکون

کیتا پساؤ ایکو کواؤ۔ * تسنے ہوئے لکھ دریاؤ
قدرت کون کہاں بچار * واریا نہ جاواں اک وار
جو تدھ بھاوے سائی بھلی کار * توں سدا سلامت نرنکار
(گرنتھ صاحب جپ صفحہ ۴)

خدا کے ایک کن سے یہ ساری کائنات وجود پذیر ہو گئی ہے اس سے بیشمار دریا اور جو کچھ ان میں ہوتا ہے سب پیدا ہو گئے ہیں۔ کون ہے جو اسکی قدرتوں کا حد بست کر سکتا ہو کہاں ہے وہ شخص جو اسکی طاقت کا احاطہ کر سکتا ہے یا زعم میں بھی لا سکتا ہے۔ میں (نانک) تو اس قابل بھی نہیں ہوں کہ ایک دفعہ بھی اس پر قربان ہو سکوں یعنے میں ہیچ محض ذرہ بے مقدار ہوں۔ جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہی دنیا میں ہوتا ہے یعنے جب تک کوئی امر آسمان پر طے نہ ہوے زمین پر بھی نہیں ہو سکتا۔ اے نرنکار تو اپنی طاقتوں اور اوصاف میں ہمیشہ یکساں اور زوال اور تغیر و تبدل سے پاک ہے یعنے اسکی صفات ازل سے یکساں کارگر ہیں ان میں سے کسی صفت تکلم یا سمع یا بصر کو معطل جائز نہیں ہے۔

اب اس بیان سے ظاہر ہوا کہ ارواح اور مادہ عدم محض سے خدا کے ایک کن سے وجود پذیر ہوا ہے اسکی قدرتوں کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا (لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار) اور خدا کی حکومت زمین و آسمان میں جاری و ساری ہے اور خدا حی و قیوم سمیع و بصیر اور متکلم ہے۔ ایسا نہیں کہ وہ آریوں کے ایشور کیطرح اب وہ بے زبان ہو گیا ہے

اسی طرح اور بہت سے شبد ہیں جو قرآن شریف کی آیتوں کا ہو بہو ترجمہ ہیں۔ اور کوئی مضمون گرنتھ صاحب کا ایسا نہیں ہے۔ جو قرآن میں بالتصریح اور اعلےٰ پیمانہ پر بیان نہ کیا گیا ہو اور ہم علی الاعلان دعویٰ کرتے ہیں کہ گرنتھ صاحب کے علاوہ شلوک اور نصیحتیں قرآن شریف سے لیکر ترجمہ کیگئی ہیں اور ممکن نہیں کہ کوئی سکھ ودوان سردار کوئی ایسی نصیحت گرنتھ صاحب سے نکالکر پیش کر سکے جو قرآن شریف میں وہی یا اس سے بہتر موجود نہ ہو یہ اسلئے ہے کہ گرو نانک صاحب قرآن شریف سے فیض یافتہ تھے۔ پھر قرآن شریف کو ترک کر کے اور کہاں سے سیکھکر بیان کر سکتے تھے۔

مسلمان کہاون مشکل جاں ہوئے تاں مسلمان کہائے
ہووے مسلم دین مہائے مرن جیون کا بھرم چکائے
(گرنتھ صاحب صفحہ ۱۹۲ - شلوک محلہ ۱)

مسلمان کہانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں کو خدا کی رضا پر قربان کر دینے کا نام اسلام ہے سو جو کوئی سچے دل سے قولاً و فعلاً ایسا کر کے دکھاتا ہے وہی مسلمان ہے۔ پس جو کوئی اس طریق سے سچ مچ خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے وہ مرنے جینے کے چکر اور آواگون یعنے تناسخ کے اوہام باطلہ سے رہائی پا جاتا ہے

حضرت مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی گرنتھ صاحب میں

آپ صاحبان تعجب کرینگے کہ حضرت مرزا صاحب جو مثیل مسیح یا مثیل عیسےٰ ہیں کی پیشین گوئی صریح الفاظ میں گرنتھ صاحب دسویں بادشاہی میں موجود ہے جو اُنکے ایک بھائی کو سدیا میں بتلائی گئی ہے۔ جو ہدیہ ناظرین ہے

پُن راچھس کا کا ماسیسا
سری اسکیت جگت کے عیسیٰ
بہ وپن گگن سے تے بھبھی
سبھن ان وو ہائی دئی
دھن دھن لوگن کے راجا
دشٹن داہ غریب نواجا
(گرنتھ صاحب دسویں بادشاہی [illegible])

ترجمہ:۔ ایک شریف النسل سردار جو بڑا بہادر ہوگا۔ اور جگت کے عیسیٰ ہونے کا مدعی ہوگا۔ اس کا ایک راکشس یعنی دشٹ انسان سے مقابلہ ہوگا۔ جسے انجام کار وہ ہلاک کر دے گا۔ اس واقعہ کے بعد پھولوں کی بارش آسمان سے ہوگی۔ اور لوگ دور دور سے آکر جگت کے عیسیٰ (مسیح الخلق) کو مبارکبادیں دینگے۔ اور عرض کرینگے کہ دھن مہاراج! آپ لوگوں کے راجا ہیں۔ ڈشٹوں کو تباہ کرنیوالے ہیں اور غریب مسکین لوگوں کی رکھشیا کرنے والے ہیں!

اب مذکورہ بالا ترجمہ سے ظاہر ہے کہ ایک شخص جو مثیل مسیح ہونیکا دعویدار ہوگا۔ اس کا ایک دشمن دینی (لیکھرام) سے مقابلہ اور مباہلہ ہوگا جس میں جگت کا عیسیٰ! (یہ الفاظ حضرت اقدس ؑ کو بایں الفاظ الہام ہوئے ہیں یا مسیح الخلق عدوانا) فتحمند ہو کر دشٹ کا سر کاٹ ڈالے گا۔ اور اس فتح اسلام پر لوگ آپ کو مبارکباد دینگے جیساکہ ۱۸۹۷ء کو واقعہ ہوا۔ سکھوں کا یہ کہنا کہ عیسیٰ سے مراد ایشور لینگے بالکل بیجا اور دور از عقل و قیاس ہے۔ کیونکہ عیسیٰ نبی کا نام ایسا مشہور اور معروف ہے جسے بجز کسی ضدی ناخواندہ کے انکار نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں یہ بھی ظاہر ہے کہ خدا کا کسی دشٹ سے یدھ یا کشتی نہیں ہوا کرتی۔ بقیہ

مغرب میں ہمارے مسیحا کا نام ضرور روشن ہوگا

جب تک جناب خواجہ صاحب ہندوستان میں لیکچر دیتے رہے تب تک تو ہمیں یہ تسلے دیتے رہے کہ میں ایک خاص سکیم پر کام کر رہا ہوں اور چند سال کے اندر اندر تمام ہندوستان کے تمام غیر احمدی مسلمانوں کو احمدی بنا دونگا۔ مگر خدا کی قدرت باوجود اتنے سال تک انڈیا میں کام کرنے کے کوئی غیر احمدی بھی آپکے لیکچر سنکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لایا۔ پھر جب مسئلہ کفر و اسلام کا شور برپا ہوا۔ تو آپنے اس امتیاز کے نشان کو بھی لوگوں کے سامنے پہلے گول الفاظ میں پیش کرنا شروع کیا۔ تاکہ لوگ آپکے لیکچر سنکر تعریف کرتے رہیں۔

آخر جب آپ انگلستان پہونچے تو ہمارا دل امیدوں سے پر تھا۔ کہ اب ہمارے خواجہ صاحب اسلام کو مسیح موعود کا زندہ نمونہ پیش کر کے زندہ کرینگے اور مغرب کو مسیح موعود کی آمد سے آگاہ کریں گے کہ جسکے تم انتظار میں تھے وہ آچکا ہے مگر افسوس آج ہماری تمام امیدوں کو ملیا میٹ کر دیا اور معلوم ہوا کہ غریب جماعت احمدیہ کا روپیہ جو سالہا سال احمدیوں کو کیا معلوم تھا کہ یہی خواجہ صاحب انگلستان میں پہونچکر احمدیت کو جو حقیقی اسلام ہے۔ سرقاتل کے نام سے یاد کریں گے۔ اور انکے لاہوری دوست صاف طور پر اعلان کردینگے کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں۔ افسوس صد افسوس خواجہ صاحب اور ان کے رفقا کے انصاف پر خواجہ صاحب نے اپنی روانگی کے دن احمدیہ بلڈنگس کی حسینی مسجد میں مغرب کی نماز کے بعد تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود کو مانے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔ یہ وہ الفاظ ہیں جنپر آپ نے بڑا زور دیا تھا اور جو آج تک ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ اور کئی دوسرے دوستوں کو بھی یاد ہوں گے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اگر خواجہ صاحب کا حافظہ تیز ہوتا تو ہم ضرور ان کو یہ الفاظ یاد دلاتے کہ اس وقت آپنے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا موجب نجات یقین کر رکھا اور یہی ایمان لوگوں کے روبرو ظاہر کیا تھا۔ اور آج جزو ایمان ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں آپ احمدیت کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے

کیا آج لوگوں کو ایمان اور نجات کی ضرورت نہیں۔ اگر ہے تو پھر لوگوں کو جہنم سے بچانیکے لئے عذاب الٰہی سے نجات دلانیکے لئے خدا کے پیارے مسیح کے دعاوی کو پیش نہیں کیا جاتا۔ خیر اب تو رنگ ہی بدل گیا ہے۔ وہ زمانہ ہی گذر گیا۔ اب تو خواجہ صاحب نے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ میں انگلستان میں رہکر احمدیت کے متعلق کچھ نہیں کرونگا۔ اور یہ الفاظ ہماری طرف سے نہیں بلکہ انہی کے ایک نئے غیر احمدی یار غار قاضی سرفراز حسین خان کی اس مراسلت میں پائے جاتے ہیں جو انہوں نے پچھلے دنوں پیسہ اخبار میں بغرض اشاعت بھیجا تھا۔ خواجہ صاحب کے ہاتھ پر گویا احمدیت کا فیصلہ ہو چکا۔ آخر زبان قلم سے وہی نکلا۔ جو کئی سال سے آپ کے دل میں مخفی تھا۔ مگر کیا کوئی انسان جو متقی ہو یہ گمان کر سکتا ہے کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس امانت میں خیانت کر کے کبھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ایک ڈرپوک انسان اپنے حیلوں سے ممکن ہے کہ بظاہر ایک دو دفعہ کامیاب ہو جاوے۔ اور لوگوں کے مطلب کی باتیں کہکر انکی خوشنودی حاصل کر کے ان کو اپنا گرویدہ بنالے مگر العاقبۃ للمتقین کے مطابق حقیقی اخلاقی جرأت سے کام لینے والے مومن ہی مظفر و منصور ہوا کرتے ہیں

اللہ تعالےٰ کی عجب حکمت ہے جس دن سے خواجہ صاحب نے اپنے اصلی خیال سے پبلک کو آگاہ کیا ہے۔ اسی دن سے آپ پر مطالبات کا دروازہ کھل گیا ہے اور غیر احمدی اصحاب کے دل میں بھی جو عرصہ دو سال سے نہایت بیقراری میں انتظار کر رہے تھے۔ اپنے آدمی بھیجنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے اور اب چندہ کے روپے کے علاوہ احمدیت کے متعلق خواجہ صاحب سے سوال کیا جاتا ہے۔ جس کا جواب خواجہ صاحب دے چکے ہیں۔ کفارہ کا مسئلہ تو آپ پہلے ہی طے کر چکے تھے۔ اب تو جھگڑا ہی درمیان سے اُٹھ گیا۔

دوسری طرف ہمارے چوہدری فتح محمد صاحب نے ان سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اور مسیح موعود کے دعاوی کا ذکر شروع کیا ہے۔

اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ خدا تعالیٰ بالآخر کسے کامیاب کرتا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود کا نام چھپانے والے اور آپکو روپوش سر سید احمد صاحب کیطرح ایک قسم کا مصلح سمجھنے والے خوب کان کھولکر سن لیں کہ وہ ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے آئے تھے۔ اگرچہ آپ کا نام آپ کی وفات پر صرف عرب میں گرد و نواح کے ایک دو ملکوں تک ہی محدود تھا۔ مگر بعد میں تمام دنیا میں روشن ہوا۔ اسی طرح **بروز محمدؐ** و **مثیل مسیح** کا نام ایک دن دنیا کی تمام اطراف و اکناف میں بلند ہوگا

خدا کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ راستی کے فرزند جو اپنی زندگی کا ہر ایک سیکنڈ اسی کے نام کے بلند کرنے میں خرچ کرتے ہیں اور رات دن اسی دھن میں لگ کر اپنے تمام عیش و آرام کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔ تاریکی میں رہیں۔ مسیح ناصری جو محض بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے کیلئے آیا تھا۔ جب اس کا یہ حال ہے کہ آج اس کے ظاہرہ نام لینے والے تمام دنیا کے شہنشاہ ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ محمدی مسیح کا نام جو اپنے آقا کیطرح تمام دنیا کیلئے تھا دنیا میں روشن نہو پیارے دوستو خوب یاد رکھو آخر ہمارے پیارے کا نام روشن ہوگا۔ تم تو اس کے منور چہرہ کو بزدلی اور کمزوری کے بادلوں سے چھپا کر اس کے نور سے فائدہ اٹھا کر اپنی تعریف کرانی چاہتے ہو۔ مگر اسکی تیز گرمی ان تمام بادلوں کو کافور کر دیگی اور اسکی شعاعیں ایشیا چھوڑ یورپ اور امریکہ میں پہونچیگی۔ حتیٰ کہ افریقہ کا سب بر اعظم بھی اسکی روشنی سے منور ہو جاویگا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو آج بیکسی کی حالت میں نحن انصار اللّٰہ کا نعرہ بلند کر کے اس منشاء الٰہی کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں

کلام حقانی

تحریر اور محرر کی دو دو باتیں

عہد تو سے تیرے پیمان شکستہ ہوئے
لے تیرے سر پہ بھی اب تیشۂ بیداد آیا

آلٹی میٹم کو کہا صلح کا پیغام اُسنے
فصل کو وصل بنا کر ستم ایجاد آیا

ناز ہے ایک ۔ مکرنا تیرا۔ اے مائۂ ناز
کیا ہوا حرف وفا گر نہ تجھے یاد آیا

پر نوشتہ تیرا اک پیرہن کاغذ ہیں
دہن بستہ سے کرتا ہوا فریاد آیا

کیوں بغاوت کی جگہ نقش اطاعت کھینچا؟
کیوں نہ بندے کی جگہ بندۂ آزاد آیا؟

لکھ دیا غیر نبی کو جو نبی اور رسول
میرے راقم کو نہ اسوقت خدا یاد آیا؟

اپنی تحریر سے وہ شوخ بگڑ کر بولا
طبعزاد دل میں یہ غارتگر بنیاد آیا

تو سیہ رو ہے تیری ذرہ بھی توقیر نہیں
عقل تجھکو نہیں تو صاحب تدبیر نہیں

ہم نے کب صاف کہا غیر نبی مرزا کو
ایک پہلو کی تو پیغام کی تصویر نہیں

وہ رسول ایسا ہو کافر نہیں اسکے کافر
صاف عقیدہ سے ہے کوئی زلف گرہگیر نہیں

خیر کافر بھی ہو اپنی رسالت بھی نہ جائے
ایسی تجدید سے بہتر کوئی تدبیر نہیں

یوں بھی دیکھو تو سلمان کہاتے سب ہیں
ملک سلام کسی فرقہ کی جاگیر نہیں!

مدعا اپنا ہے تسخیر بتان یورپ
اب تو جایز کسی کافر کی بھی تکفیر نہیں

ہے زمیں گول۔ تو بہ سی سنو۔ پونڈ بھی گول
بات بھی گول ہو سب حاجت تغیر نہیں

احمدیت کا اگر نام لیا دوکنگ میں
ٹوٹ جاتے ہیں طلسمات کے تاخیر نہیں

احمدیت ابھی پردے میں ہے یورپ میں
یوں تو وہ نور جہاں ہے یہ جہاں گیر نہیں

ہم نے مانا کہ ہے رنگین سخن حقانی
رنگ یورپ میں جمائے یہ وہ تقریر نہیں

اطلاع

ایڈیٹر صاحب الحکم ایک دور دراز جگہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ الحکم فنڈ سخت کمزور ہو رہا ہے اور یوجہ واف ٹرسٹر کو فکر مند کر رہا ہے۔ اس واسطے بقایا دار اپنے بقائے کو صاف کریں

اور

جدید خریدار مہیا کرنے کیلئے کوشش فرمادیں تاکہ الحکم شماتت اعدا سے بچے۔

(مینیجر)

حامد کی نصیحت

یہ نظم گو پہلے بھی اشتہار کے رنگ میں شایع ہو چکی ہے۔ لیکن مناسب موقعہ دیکھکر شایع کیجاتی ہے اور وہ نظم جسکا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ دوسری چیز ہے۔ (ایڈیٹر)

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہوگی
بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی

بھلوں کو بڑا کہنا اچھا نہیں ہے
برائی سے سن لو بھلائی نہ ہوگی

خدا کے ہیں مرسل مسیحائے موعود
بغیر اُن کے اب حق نمائی نہ ہوگی

اگر تم نہ مانوگے اُن کی نصیحت
وہ آئے گی شامت کہ آئی نہ ہوگی

یہ سن لو اڑے وقت ہیں آنے والے
وہ پاؤگے تکلیف پائی نہ ہوگی

ہیں طاعون نے اب تو ڈیرے جمائے
مگر اس سے جب کچھ صفائی نہ ہوگی

خدا کے نشانوں کی تحقیر کرنا
سنو اس میں کچھ بہترائی نہ ہوگی

چلو اب نہ بے راہ جب راہ نما ہے
پھر ایسی کبھی راہ نمائی نہ ہوگی

دکھاتے ہیں وہ راہ تم کو مسیحا
کسی نے کبھی جو دکھائی نہ ہوگی

مذاہب میں باہم وہ جنگ و جدل ہے
کہ ایسی کبھی پھر لڑائی نہ ہوگی

چلاتے ہیں وہ تیغ اس میں مسیحا
کہ ایسی کسی نے چلائی نہ ہوگی

پھرے بھاگتا ان سے ہر سو ہے باطل
ہے وہ مار کھائی کہ کھائی نہ ہوگی

ہوئے فوت عیسےٰ ہؤا زندہ اسلام
اب آگے کو ان کی خدائی نہ ہوگی

یہ اسلام کے غالب آنے کے دن ہیں
کسی کو بھی اس پر بڑائی نہ ہوگی

مسیحا کو نصرت ملے گی وہاں سے
کہ منکر کو واں تک رسائی نہ ہوگی

خدا بگڑی امت بنائے گا ایسی
کہ بگڑی ہوئی یوں بنائی نہ ہوگی

تمہارے بھلے کی یہ باتیں ہیں ساری
کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہوگی

ابھی وقت ہے چھوڑ دو بغض و تعصب
سلامت رہوگے تباہی نہ ہوگی

مسلماں مسلماں مسلماں بنو! تم
قیامت کے دن روسیاہی نہ ہوگی

ملیگی سعادت تمہیں دو جہاں کی
وہ پاؤگے عزت کہ پائی نہ ہوگی

کرو دیں کی خدمت مسیحا کی مانو
بغیر اس کے حاجت روائی نہ ہوگی

یہ مطلب کی باتیں ہیں کام آنے والی
کہا مانو! تو جگ ہنسائی نہ ہوگی

نہیں باز آتے تو پھر مجھ سے سن لو
کہ ایسی کسی نے سنائی نہ ہوگی

دعائیں کرو لاکھ تم سر کو پیٹو!
بجز ان کے مشکل کشائی نہ ہوگی

دارالامان کا ہفتہ

حضرت امیر المومنین فضل عمر خیریت ہیں آپکا درس باقاعدہ ہوتا ہے۔ (۲) اور دیگر اہل بیت بمع حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کے اہلبیت کے خیریت ہیں (۳) اس سال انٹرینس قادیان کا نتیجہ اچھا نہیں رہا پاس ہونیوالوں کیلئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین کی خدمت کی توفیق عطا فرماوے (۳) بارش سے آجکل قادیان ایک جزیرہ نظر آتا ہے (۴) حضرت صاحب نے حقائد احمدیہ اور ترجمۃ القرآن اردو کیلئے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ایک کمیٹی اس کام کو کرے (۵) حضور نے اس ہفتہ اعلان فرمایا ہے کہ اس سال میں ماہ رمضان میں حضرت خلیفۃ المسیح رض اول کی سنت کے موافق درس نہ دیسکونگا۔ کیونکہ حلق بہت بیمار ہے اللہ تعالیٰ شفا دے (۶) ترقی اشاعت کے چندے کیلئے فرمایا ہے کہ احباب جلدی چندہ بھجوادیں (۷) الحکم بوجہ مالی مشکلات کے اور کا...

تائید غیبی

نقل خط آمدہ از ریاست منی پور آسام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ عرض ہے کہ ڈاکٹر دلیل الدین احمد عرف راماننددر برہمن ولد جولا رام برہمن ساکن صدر پور ٹی سری نگر ضلع گرداسپور فوت ہوئے وقت وصیت ایکہزار روپیہ کر گئے تھے۔ سو ایک برس میں مقدمہ طے ہوا۔ جو کول صاحب بہادر ریذیڈنٹ نے روپیہ وصول کر کے گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی معرفت حضور کے نام آج ۲۴ جون ۱۹۱۴ء کو روانہ کیا ہے۔ اور مخالف نہیں چاہتے تھے کہ وصول ہو۔ اور حافظ شریف صاحب نے بہت کوشش کی ہے اور اہلیہ ڈاکٹر صاحب نے تین سو روپیہ اپنے نگلے کا ہار فروخت کر کے دیا ہے اور قریب چالیس روپیہ مقدمہ میں انجمن احمدیہ کا صرف ہوا ہے۔ اور مقدمہ کا کاغذ محمد اسمٰعیل خان وعبد المجید خان ملازمان پلٹن ۱۷ء

ہائی سکول میں مشاعرہ

ہائی سکول قادیان کے طلباء کو تقریر و تحریر کی مشق کرانے کے لیے یہاں مختلف جماعتوں کیلئے لٹریری سوسائٹیاں قایم کیگئی ہیں۔ وہاں تین ہفتہ کے بعد طلباء کی دلچسپی کیلئے ایک مجلس مشاعرہ بھی قایم کیجاتی ہے۔ چنانچہ بتاریخ ۲ جون ۱۹۱۴ء زیر صدارت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب ہائی سکول کے کمرہ میں ایک مشاعرہ ہوا۔ مسٹر محمد عبد القادر صدیقی سٹوڈنٹ ففتھ ہائی کلاس کی نظم اول نمبر پر رہی افسوس میاں غلام فرید صاحب مرحوم نے بجائے خوش کرنیکے حاضرین جلسہ کو مایوس کیا۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ مصرع طرح ہوئی ہے پہلے بسم اللہ جس پر میں بھی بسمل ہوں "

مجھے پرواہ ہی کیا ہے گر ہزار لاکھ قاتل ہوں
میرے دل میں لگا ہے تار گھر کھٹ کھٹ ہمیشہ ہے
شوخ ہو کے نالے سے بنی ہیں بلبلیں ہم رنگ
جفا کیجئے ستم کیجئے کہ یار د آشنا ہوں میں
ادا کیونکر کروں میں شکر حق باری تعالیٰ میں
سمجھ سکتا نہیں ہرگز حقیقت کو میری واعظ
میری آہوں کے اشکوں کو تماشا کیوں بناتے ہو
پتہ دیتی ہے میری اضطرابی کا ہوا کچھ کچھ
فقط ہے آرزو صورت کی تیری اے میرے مولیٰ
چھپی ہے ساری موجودات دنیا اک عبارت میں
خدارا بس کرو یہ رمز کی باتیں سعید اب تم

اگر میں اس راہ الفت میں تو اپنی جان سے بیدل ہوں
کہاں ہو سکتا ہے یہ یار کی خبروں سے غافل ہوں
وہ ہیں پیغامبر جس کے وہ میں شور عنادل ہوں
دغا کیجئے رحم کیجئے اگر میں اس کے قابل ہوں
ہوئی ہے پہلے بسم اللہ جس پر میں بھی بسمل ہوں
ادہر رندوں میں شامل ہوں ادہر مولیٰ سے واصل ہوں
میرے پاس سنگ میں مجنوں ہو کیوں کیا میں بھی محمل ہوں
گواہی دیگا سینہ چاک گل میں کس کا گھایل ہوں
نہ میں جنت کا خواہاں ہوں نہ میں حوروں کا سایل ہوں
نظر آجاتا ہے سب کچھ وہ جاہل ہوں کہ عاقل ہوں
اٹھا جاتا ہے پردہ دو جہان کا گریہ مائل ہوں

ہزار ہزار شکر ہے

اُس پرماتما کا جسکی مہربانی سے امرت دھارا نے تھوڑے عرصہ میں اس قدر شہرت حاصل کی ہے کہ امرت دھارا بلڈنگس کے اندر ایک خاص ڈاک خانہ بنام "امرت دھارا ڈاک خانہ" کھولا گیا ہے۔ امرت دھارا کارخانہ کے پاس سے جو سڑک گوال منڈی کو نکالی گئی اُس کا نام امرت دھارا روڈ رکھا گیا ہے۔ کارخانہ امرت دھارا کی ادویات کے متعلق

تمغے۔ سارٹیفکیٹ ہیں ہر چہار طرف سے امرت دھارا امرت دھارا کی ہی آواز آتی ہے

کارخانہ امرت دھارا کی بڑھتی ہوئی ضرورت پورا کرنے کیواسطے ایک اور بڑے وسیع مکان کی ضرورت ہوئی جو بھی ایشور کے فضل و کرم سے نہایت خوبصورت تیار ہوا ہے۔ اِس

امرت دھارا بھون کی افتتاحی رسم

آنریبل مسٹر الیف ڈبلیو کینوے صاحب آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر لاہور کے ہاتھوں ۱۴ مئی سنہ ۱۹۱۴ء کو

شہر لاہور بلکہ پنجاب کے بھی اکثر معززین کے بڑے جلسے کے اندر ادا ہوئی

جسمیں آنریبل رائے بہادر سر ڈاکٹر پرتول چند سی آئی ای سابق جج چیفکورٹ پنجاب۔ خان بہادر آنریبل میاں محمد شفیع صاحب نے امرت دھارا کی بیش قیمت طبابت کی متعلق اعلےٰ تقاریر کیں

اِس بے نظیر خوشی کے اظہار میں

اور اپنے ہزاروں گراہکوں کو بھی شامل کرنے کیواسطے اعلان کیا جاتا ہے

کہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۱۴ء سے ۴ جولائی ۱۹۱۴ء تک امرت دھارا کارخانہ کی دیگر کل ادویات و کتب ¾ قیمت پر ملیں گی یعنی

¾ قیمت　　فی روپیہ چار آنے کی رعایت ہوگی　　¾ قیمت

فہرستیں جن کے پاس ہوں جلدی طلب فرماویں۔ ایک پیسہ کا کارڈ فہرستوں کیواسطے لکھنے سے سب پہنچ جاویں گی۔

مشہور دوائی امرت دھارا کی بڑی شیشی ۲ کی بجائے ۱ میں اور نمونہ کی چھوٹی شیشی آٹھ آنہ کی بجائے چھ آنہ میں ملیگی جن اصحاب کو کسی باعث سے ابھی تک آزمانے کا موقع نہیں ہوا ان کیواسطے اچھا وقت ہے۔ رسالہ کام درتی شاستر بھی ¾ قیمت یعنی پانچ روپے کی بجائے تین روپے بارہ آنے میں ملیگا۔ جو کبھی ایسا نہیں ہوا ہے

کارخانہ امرت دھارا کی رعایت ایک نعمت ہی ہے فائدہ اٹھائیے

خط و کتابت کا پتہ۔ صرف مینیجر کارخانہ امرت دھارا - لاہور

اخبار عالم

انڈیا کونسل بل۔ (لنڈن ۲۹ جون) ٹائمز لکھتا ہے۔ گو اسے ہندوستان کی نسبت گورنمنٹ کی عام پالیسی سے کوئی اختلاف نہیں تاہم اسے یہ درسہ ہے۔ کہ انڈیا کونسل کے متعلق نیا مسودہ نامنظور کردیا جائیگا۔ مسودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سکرٹری آف سٹیٹ کو وائٹ ہال سے اپنی ذمہ داری پر حکومت ہند شوق چرایا ہو ٹائمز ہندوستانی ممبران کونسل کے انتخاب پر بھی معترض ہے جسے وہ کونسل کے اصول کے خلاف ظاہر کرتا ہے۔

ممالک متحدہ میں قحط:۔ ممالک متحدہ آگرہ اودھ کی رپورٹ قحط ہفتہ مختتمہ ۲۰ جون سے منکشف ہوتا ہے کہ اکثر اضلاع میں خفیف بارش ہوئی۔ مزید باران رحمت کی اشد ضرورت ہے قحط زدہ رقبہ میں تکلیف بڑھ گئی ہے۔ مویشی زیادہ تلف ہو رہے ہیں۔ برسات کے آغاز میں توقف سے بھی لوگ مشوش ہو رہے ہیں اجناس کا نرخ فی روپیہ نو سے تیرہ سیر تک ہے۔

وائسرائے کی توسیع میعاد:۔ آنریبل سر فضل بہائی کریم بہائی ٹائمز آف انڈیا بمبئی کو لکھتے ہیں کہ سٹیٹسمین میری نسبت تحریر کرتا ہے کہ وائسرے کی توسیع میعاد کا خیال کسی نے مجھے سمجھایا ہے اور یہ کہ آنریبل سید علی امام نے اسکی نسبت مجھے ایما کیا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

پولیس کا امتحان:۔ سنٹرل پولس ٹریننگ سکول ناسک کا جو آخری امتحان ماہ جون میں کیا گیا۔ اس کا نتیجہ نکل آیا۔ ۹۰ امیدواروں میں سے ۲۹ مسلمان امیدوار کامیاب ہوئے۔

نہایت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے دوست میاں محمد رفیع خان بھی کامیاب ہو گئے ہیں۔

بنگال میں ڈاکہ زنیاں:۔ بنگال سے پھر ڈاکہ زنی کی خبریں آنے لگی ہیں۔ اس قسم کے ایک مقدمہ کی سماعت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوگلی کی عدالت میں ہو رہی ہے۔ لوٹیروں نے ایک عورت اور نارایہ نامی ایک لڑکے کو مار ڈالا تھا۔ ۲۵ جون کا تار کلکتہ سے مظہر ہے کہ اضلاع باڑگنج اور مرشد آباد میں دو ڈاکے پڑے ہیں۔ مسلمان ڈاکوؤں نے مسلمان کے گھر پر چھاپہ مارا۔ اور چار ہزار روپیہ کے قریب مال لیگئے۔ مرناپور میں بھی ایک بنگالی کے گھر پر ڈاکہ پڑا تھا۔

جدید وائسرائے کا نام:۔ ڈیلی میل لکھتا ہے کہ ولایت میں اعلیٰ کیچنز کی موجودگی سے جدید وائسرائے ہند کا سوال پھر پیدا ہو گیا ہے۔ نیز یہی اخبار لکھتا ہے کہ لنڈن کے با اثر حلقوں میں لارڈ کچنر کے بطور وائسرائے ہند مقرر ہونے پر سب متفق الرائے ہیں۔

اخبار زمیندار لاہور کے دونوں اپیل چیف کورٹ پنجاب نے نامنظور کر کے ۲ ہزار روپے کی رقم ضمانت ضبط شدہ کو واپس دلانے اور مطبع کو واگذار کرنے سے انکار کردیا

پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں اس سال ۶۶ فیصدی طلباء ناکام اور صرف ۳۳ فیصدی پاس ہوئے۔

کیمبرج یونیورسٹی کے ریاضی کے اعلےٰ امتحان میں اس سال پنجاب کے دو مسلمان نے بڑا نام پایا۔ لاہور کے مسٹر محمد حسین قاضی رینگلر کے امتحان میں اور قصور کے مسٹر محمد علی اوپٹائم کے امتحان میں اعلےٰ نمبروں کے ساتھ کامیاب ہوئے۔

بانکی پور (صوبہ بہار) میں عورتوں کی تعلیم کیلئے ایک کالج بنانے کی زبردست تحریک ہو رہی ہے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ عرصہ بعد اس مجوزہ کالج کو عورتوں کیلئے یونیورسٹی بنا دیا جائے

آتشزدگی سے ۶ کروڑ کا نقصان:۔ امریکہ کا شہر سیلم آتشزدگی سے جل گیا۔ دس ہزار آدمی بے گھر ہو گئے ۵۰ جلے ہوئے آدمیوں کا ہسپتال میں علاج ہو رہا ہے نقصان کا اندازہ چھ کروڑ روپے کا کیا جاتا ہے۔

البانیا کے شہروں پر ترکی جھنڈا:۔ باغیوں نے جن جن شہروں اور قصبات پر قبضہ کر لیا ہے اُنپر ترکی علم کھڑا کردیا ہے۔

ترکی و یونان:۔ یونان نے ترکی کی یہ تجویز منظور کرلی۔ کہ جتنے یونانی اب تک ساحل ایشیاء کوچک پر مقیم ہیں۔ ان کو انکی زمینیں پھر دیدی جائیں اور کچھ ہرجانہ بھی دیدیا جائے اور ترکی کے علاقہ سے جسقدر یونانی نکل گئے ہیں ان کی زمین ان مسلمانوں کو دیدی جائے جو مقدونیہ سے ترکی میں آگئے ہیں اور مقدونیہ کے مسلمانوں کی زمین تبادلہ کر کے ان یونانیوں کو دیدیجاوے۔

ریلوے کی آمدنی یکم اپریل سے ۱۳ جون تک ہندوستان کی ریلوں کی آمدنی سالگذشتہ کے اسی قدر عرصہ کی آمدنی سے بقدر ۱۲۱ لاکھ روپیہ زاید تھی۔

جداگانہ انتخاب ممبران کونسل:۔ برہما کے آرمینوں۔ یہودیوں اور پارسیوں کی درخواست دربارہ جداگانہ انتخاب گورنمنٹ برہما نے نامنظور کردی۔

بیرسٹری میں کامیابی:۔ آمدہ تازہ ولایتی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ بیرسٹری کے آخری امتحان میں تقریباً ۱۷ مسلمان کامیاب ہوئے ہیں۔

ایک برہمن نے اپنی والدہ اور بہو کو قتل کردیا:۔ ہمعصر رہبر مرادآباد اپنی تازہ اشاعت میں خبر دیتا ہے کہ ایک برہمن نے گذشتہ دنوں اپنی والدہ اور بیٹے کی بدہوا استری کو چاقو سے ہلاک کردیا قتل کیوجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ بدہوا لڑکی اپنے میکے میں جانا چاہتی تھی۔ مگر خسر اُسے میکے بھیجنے کے خلاف تھا۔

آنریبل جسٹس شاہدین کی صاحبزادی پنجاب میں اول:۔ یہ خبر نہایت مسرت و اطمینان سے پڑھی جائیگی کہ آنریبل جسٹس شاہدین صاحب کی صاحبزادی امسال امتحان انٹرنس کے انگریزی مضمون میں پنجاب کے تمام لڑکے اور لڑکیوں میں سے اول نمبر پر کامیاب ہوئی ہیں ہم اس کامیابی پر تہ دل سے آنریبل میاں صاحب موصوف کو دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

مولوی ظفر علی خان لنڈن میں اخبار جاری کریں:۔ معزز ہمعصر میونسپل گزٹ لاہور رقمطراز ہے کہ مولوی ظفر علیخان صاحب جو قریباً ایک سال کے عرصہ سے لنڈن میں مقیم ہیں۔ اور پریس ایکٹ کے خلاف کوشش بلیغ کرنے میں اپنی نظیر آپ ثابت ہوئے ہیں۔ کیوں نہ وہاں پر ایک ہفتہ وار اخبار جاری فرمادیں۔ کیونکہ آپ لنڈن میں ہندوستانیوں کا ایک ہفتہ وار اخبار نہایت کامیابی سے چلا سکتے ہیں ہمعصر "زمیندار" نے بھی اس تحریک کی پرزور تائید کی ہے اسلئے امید کرنی چاہیئے کہ شاید مسٹر ظفر علی خان لنڈن میں ایک اخبار نکالنے میں کامیاب ہو جائیں

ہندوستان کی پیداوار پنبہ:۔ (لنڈن ۲۹ جون) لارڈ کچنر آج صبح گرم ممالک کی بین الاقوامی زرعی کانفرنس کے پریزیڈنٹ بحر فیڈریشن پنبہ کے سکرٹری نے کہا کہ صرف ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں سے موجودہ نسل خام روئی کی زاید پیداوار کی متوقع ہو سکتی ہے تا کہ روز افزوں ضروریات پوری ہو سکیں۔

لارڈ منٹو کا بت آگیا:۔ کلکتہ میں لارڈ منٹو کا بت آگیا ہے اور وہ بندرگاہ کے گودام میں رکھا ہوا ہے ابھی یہ قرار نہیں پایا کہ یہ بت کب استادہ کیا جائیگا۔ مختلف ۳۰ حصوں میں یہ بت صندوقوں میں بند کیا گیا تھا۔

ولیعہد کی ہلاکت کا رنج لنڈن ۲۹ جون) جب قیصر آسٹریا کو ولیعہد کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو وہ چلا اُٹھا کہ اوہ یہ نہایت ہولناک ہے۔ میرا کوئی عزیز بھی زندہ نہ رہا۔ ہز میجسٹی کو سخت صدمہ پہونچا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کیطرف سے وظیفہ۔ سائنس کے مزید مطالعہ و تحقیقات کیلئے ایک سو روپیہ ماہوار کے ایک وظیفہ کیلئے سائنس کے گریجوئیٹوں سے درخواستیں طلب کیگئی ہیں جو یکم ستمبر ۱۹۱۴ء تک پہونچ جانی چاہئیں اس میں بتانا ہوگا کہ امیدوار ریسرچ کا کام کہاں شروع کریگا اور کیا طریقہ اختیار کریگا۔

ایک ضروری اعلان اور یکصد روپیہ نقد انعام!

غوری سرمہ

ناظرین الحکم کی خدمت میں التماس ہے کہ یکصد روپیہ اس کو انعام دیا جائیگا جو نایاب الجن کو ۲۴ شدید بیماریوں میں سے صرف پانچ پر بھی غیر مفید ثابت کر دے۔ یا آپ نے ابتک کسی اس قسم کا اشتہار جو اس قسم کا دعویٰ رکھتا ہو دیکھا ہے؟ کہ اگر یہ سرمہ غیر مفید ثابت ہو تو یکصد روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اسلئے کوئی بھی سرمہ ہمارے نایاب الجن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں خدا کی قسم دیکر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپکی آنکھوں میں کوئی مرض ہو تو آپ کی خاطر جسے دل جم سکے تسلی کر لیں اور بذریعہ خط و کتابت یہ فیصلہ کر سکتے ہیں پھر اگر غیر مفید ثابت ہو تو بذریعہ عدالت کے بھی انعام لے سکتے ہیں۔ اور اگر آپ اس قدر بدظن ہو رہے ہیں کہ نایاب الجن کو بھی فضول ہی جانتے ہیں تو خدا کی قسم آپ یقین جانئے کہ پھر آپ سے بڑھکر دنیا میں کون قسمت اور بدنصیب ہے۔ پھر سخت بیوقوف اور احمق وہ نادان ہے، جو باوجود غنی اور دولتمند ہونیکے بھی گوہر جان یعنی اپنی آنکھوں کیلئے نایاب الجن نہیں منگانا چاہتا۔ ہاں اگر رقم کے ضائع ہو جانیکا اندیشہ ہو تو وہ اپنی ہر طرح سے تسلی کر سکتا ہے۔ آپکی فائدہ پہونچانیکے لئے نایاب الجن کی قیمت عوام کیلئے ہم نے تین روپیہ کر دی ہے جو دکھتی آنکھوں کو ایک سلائی سے آرام دیتا ہے ہمیشہ دکھتی رہنے والی آنکھوں کیلئے تریاق ہے۔ آنکھوں میں لگتا نہیں بے تکلیف ہر مرض کو منٹوں اور گھنٹوں میں دور کر دیتا ہے سرخی چشم اور لگی سٹری آنکھوں کیلئے اکسیر ہے اسکے استعمال سے آنکھوں کے تمام امراض دور ہو جاتے ہیں یہ الجن (سرمہ) ایسا نہیں کہ صرف چند ایک آنکھ کی مرضوں کو دور کرتا ہو بلکہ ہر مرض کے دور کرنے کا شرطیہ علاج ہے کوئی ایسی مرض نہیں جو اس کے استعمال سے دور نہ ہو سکتی ہو۔ ان بیماریوں کو دور کرنیمیں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ آنکھوں کا دکھنا۔ بچوں کی آنکھوں کا دکھنا۔ گرے۔ آنکھ کا درد۔ ٹیس۔ سرخی چشم۔ ناخونہ۔ ضعف بینائی۔ پانی بہنا۔ پڑبال۔ رتوندا۔ ابتدا موتیا بند۔ پلکوں کے بالوں کا گرنا۔ خارش چشم۔ پلکوں کا گلجانا۔ پیپ نکلنا۔ پلکوں کا آپس میں جمنا۔ رقت پانی بہنا۔ آنکھوں کا پر آب رہنا۔ آنکھ میں ریت کنکر معلوم ہونا۔ آنکھوں کا تھک جانا۔ روشنی پر آنکھوں کا نہ کھلنا۔ جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار وغیرہ وغیرہ (حکیم بصری فضل احمد خوشنویس قادیان دارالامان ضلع گورداسپور) اصلی قیمت پچاس روپیہ رعایتی قیمت فی تولہ ہے

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے معجون طلسمی قوائے تناسل کیوجہ سے ان دنوں مختلف بیماریوں کیوجہ سے عام طور پر شکایت بنی جاتی ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایات کیلئے انشاء اللہ مفید ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلائے طلسمی۔ پیرانہ سالی کیوجہ سے اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہونچتی ہے ہمارا اس طلاء سے فایدہ اٹھائیں انشاءاللہ وہ ضرور اسکو مفید پائینگے۔ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸/

سنون دنداں دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴/

حکیم محمد حسین ولد حکیم سردار حسین مالک کارخانہ احمدیہ ملہ گڈہ ضلع دہلی

بچوں کی تندرستی

والدین کیلئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر کا موجب ہوتا ہے بچہ اگر تندرست نہ ہو تو اس کو فوراً اسکاٹس امیلشن دینا چاہیے اسکے دودھ میں چند قطرے ملا کر دینے سے بڑا فرق ہو جاتا ہے جو تندرستی کی یقینی علامت ہے، استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون منیوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

عرق پودینہ

یہ عرق پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے اور اس کا رنگ اور خوشبو تازی پتیوں کی سی ہے۔ بدہضمی پیٹ پھولنا۔ ڈکار آنا متلی و ریاح وغیرہ کو دور کرتا ہے بچوں کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوا ہی نہیں قیمت فی شیشی ۸/ محصول ڈاک ایک سے تک ۵/

ڈاکٹر ایس کے برمن تارا چند دت سٹریٹ نمبر ۵ و ۶ کلکتہ

صحت کیونکر حاصل کرنا

[illegible] صحت [illegible] نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ ... جسم کی صحت کا بہت کچھ دار و مدار ہے گردوں کے ... اور مرض کی علامات حسب ذیل ہیں۔ پشت میں درد ... پیشاب کم آنا ... رنگ ... دھندلا ہونا۔ پیاس ... جسم میں تھکان معلوم ہوتا۔ دل کی کمزوری۔ درد سر ... بینائی ... ہو جانا اور جسم کی عام نقاہت وغیرہ۔ اگر توجہ نہ کی گئی تو پیشاب ... گٹھیا۔ جلندھر۔ ذیابیطس اور گردوں کا ... اس قسم کی بیماریاں کہ جنکا اکثر ... پیدا ہوتی ہیں۔ ڈون کی درد پشت اور گردوں کی گولیاں ... بیک ایک ... گردوں اور پیشاب کے ... پیشاب کا ... خون میں سے نکالنے میں مدد کرتی ہیں ... صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ اچھے رہنا چاہتے ہیں تو گردوں کو ... ڈون کی درد پشت اور گردوں کی گولیاں ... بیک ایک ... جو کہ ... کے لئے مجرب دوا ہیں ان کو ... ہیں۔

Doan's Backache Kidney Pills

... تمام دوا فروش فروخت کرتے ہیں ... ڈون۔ پی۔ او۔ باکس ۲۰ بمبئی کے پاس ...

ڈون کا مرہم ... ایک مرتبہ لگانے سے کسی قسم کی خارش ... کم ہو جاتی ہے اور اکثر وقت ... جلد ... سوزش ... خارش وغیرہ ... تمام دوا فروش کے پاس ... قیمت ... فی ڈبیہ

الحکم قادیان دارالامان

(مؤرخہ ۲۸ جون و ۷ جولائی ۱۹۱۴ء)

تعلقات معلّم و متعلّم

تھے وہ بھی کہ خدمت استاد کے عوض
دل چاہتا تھا ھدیۂ دل پیش کیجئے
بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے

(اقبال)

جن لوگوں نے تاریخ اسلام کو سرسری نظر سے بھی مطالعہ کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ قدیم اہل اسلام کی عادات رسومات نہایت سیدھی سادی تھیں۔ ان کے حالات کوئی گس یک ماسٹما لوجی کے رنگ میں رنگین ہیں۔ بلکہ وہ اپنے اندر ایک حقیقت رکھتے ہیں جنکو اپنے تو کیا غیر بھی بسرو چشم قبول کرتے ہیں کسی اسلامی تاریخ کے تمدنی حصہ کو پڑھ جاؤ بس یہی خیال پیدا ہوگا کہ کاش ہم ایسے مقدس سلف کی زیارت ہی کر لیتے۔ خصوصاً جب ہم اس وقت کے طلباء اور ان کے استادوں کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو بے اختیار زبان پر آفرین کے کلمات جاری ہوتے ہیں۔ ایک شاگرد اپنے استاد کی اتنی خدمت کرتا تھا کہ ویسی خدمت آجکل کے زرخرید غلام بھی نہیں کر سکتے اگر استاد نے سخت سے سخت کام کرنیکا حکم دیا ہے تو شاگرد کی کیا مجال کہ اپنی تکالیف کو پیش کرتے ہوئے کسی قسم کی چون وچرا کرے۔ شدت گرمی ہو یا سردی رات ہو یا دن استاد کا حکم ماننا اور اس کو خوش رکھنا خدا کو خوش کرنا خیال کیا جاتا تھا۔ اگر اس وقت کے طلبا کی حالت کا زمانہ حال کے طلباء کی حالت سے مقابلہ کرو۔ تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے اور زمانہ قدیم کے حقیقی اور سچے واقعات پڑھکر ایسا معلوم ہو کہ شاید وہ بناوٹی قصے ہیں۔ آخر اس میں کیا سر ہے کیا وجہ ہے کہ آجکل کے طلباء اپنے استادوں کی اتنی عزت نہیں کرتے جتنی کہ پہلے زمانہ میں کیجاتی تھی۔ کیا سبب کہ استاد کو لڑکے سے اور لڑکے کو استاد سے وہ محبت نہیں ہوتی جو ایک وقت پائی جاتی تھی۔ سچ پوچھو تو اسکی ایک ہی وجہ ہے وہ یہ کہ اسوقت کے استاد ایک زندہ اور نیک نمونہ تھے وہ اپنے لڑکوں پر اپنے اخلاق اپنے اتقا کا اثر ڈالتے تھے نہ کہ بے جا رعب اور ڈنڈے سے کام لیتے تھے۔ وہ اپنے شاگردوں کو اپنے بچوں کیطرح عزیز جانتے تھے ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے اور انکی چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر چشم پوشی سے کام لیتے۔ پڑھاتے وقت کسی دنیوی لالچ کو مدنظر نہیں رکھتے تھے بلکہ اللہ تعالٰے کے لئے پڑھاتے تھے۔ وہ اپنے شاگردوں کو ٹکوں کیخاطر نہیں پڑھاتے تھے بلکہ انکی دلی خواہش ہوتی تھی کہ ہمارے شاگرد ہمارے دنیا سے رخصت ہو جانیکے بعد ایک نمونہ ہوں تاکہ لوگ انکی پاکیزگی اور طہارت کو دیکھکر ہمیں یاد کریں اور ہمارے حق میں دعائے خیر کریں۔ اور اپنے اندر ایک سچا درد رکھتے تھے اگر وہ ایک طرف ان کو پڑھاتے۔ تو دوسری طرف ان کے لئے اپنے مولٰی کے حضور دعا بھی کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے ارشادات ان کے شاگردوں کے دلوں پر بجلی کیطرح اثر کرتے تھے اور یہی سبب تھا کہ وہ شاگرد اپنے استادوں پر مال و جان قربان کرنیکے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے

آجکل کے اُستاد اور طلباء

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ استاد اور شاگرد کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ اور بیٹے کا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ باپ تو بیچارہ اپنے بیٹے کو پالتا اور اسکی ضروریات کا خیال رکھتا ہے لیکن استاد کے ذمہ لڑکے کا وہ کام ہوتا ہے جو اسکی آئیندہ زندگی پر بڑا اثر ڈالتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ آئیندہ زندگی کا درست یا خراب کرنا استاد کی کارروائی پر ہی منحصر ہے۔ دن کا بہترین حصہ لڑکے نے استاد کی خدمت میں گذارنا ہوتا ہے اس عرصہ میں استاد کی جن حرکات کا اسے مشاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کا اثر لازمی طور لڑکے کے عادات و چال چلن پر پڑتا ہے۔ استاد کی ذمہ داریاں بہت نازک ہیں۔ اسکے ہاتھ میں ایک قوم کے آئیندہ نسلوں کی باگ ہوتی ہے اسکے نمونہ کا اثر ان تمام لڑکوں کی حالت پر پڑیگا۔ جو اس سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مگر افسوس آجکل عام طور پر اس نہایت ہی ضروری ذمہ داری کا کم خیال کیا جاتا ہے اور مدرسوں میں استاد مقرر کرتے وقت اس کے چال چلن کی چنداں پرواہ نہیں کیجاتی۔ اسکولوں اور کالجوں میں آئے دن جو بدمعاشیاں ہوتی ہیں ان میں بعض کیسز ایسے بھی سننے میں آتے ہیں۔ جنمیں خود استاد لوگ ہی ملزم ہوتے ہیں۔ پس جن سکولوں اور کالجوں میں ٹیچروں اور پروفیسروں کی ہی یہ حالت ہو تو آئیندہ طلباء کا تو خدا حافظ۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پھر طلباء کی کیسی حالت ہوگی۔ پھر غضب یہ ہے کہ اگر کسی ٹیچر یا پروفیسر کے بدچلن ہونیکا کوئی ثبوت مل بھی جائے تو بعض اسکول یا کالج کی نیکنامی کو برقرار رکھنے کیلئے ایسی بدمعاشی پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور اس گندے مواد کو اندر ہی اندر رہنے دیا جاتا ہے کیسی ظالم ہے وہ انسٹی ٹیوشن جو ملک یا قوم کے معصوم بچوں کو ایسے استادوں کے حوالے کرتی ہے جنکے چال چلن نہایت خطرناک ہوں والدین کا اپنے بچوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دینا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ ایسے استادوں کے پاس اپنے لڑکوں کو بھیجیں

کیا یہ مسئلہ تعلیم کا جزو اعظم نہیں ہے؟ پھر نا معلوم اس بارے میں کیوں اس قدر غفلت سے کام لیا جاتا ہے

وجوہات

لڑکے تو عام طور پر اگر اکٹھے مل بیٹھیں تو کوئی نہ کوئی شرارت کی بات سوچتے ہی رہیں گے۔ اسی طرح اگر کالج کے چند لڑکے اکٹھے بیٹھینگے تو مخول بازی کی باتوں سے دل بہلاتے رہتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے گندے خیالات سے گذر کر گندے کاموں کی نوبت آجاتی ہے اور پھر وہ بیماریاں اور بدیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو تمام دنیا جانتی ہے جنکے ذکر کرنے کیضرورت نہیں پھر دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ بعض استاد نوجوان ہوتے ہیں اور ان کا چال چلن خراب ہوتا ہے۔ لڑکوں کو دیکھکر وہ اپنے جذبات پر پورا قبضہ نہیں رکھ سکتے۔ جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انکی طرف سے نرمی اور تلطف کے آثار رہتے ہیں لڑکے کو اسکی غلطی پر بھی تنبیہ نہیں کرتے بلکہ مخول میں ہی اڑا دیتے ہیں۔ لڑکے جب استاد کی طرف سے اس قسم کی بے پروائی دیکھتے ہیں تو وہ اور بھی دلیر ہو جاتے ہیں اور اسکول ٹائم کے علاوہ دیگر اوقات میں بھی استاد کے فیورٹ بننے کیلئے آمد و رفت کا سلسلہ جاری کرتے ہیں پھر آہستہ آہستہ تعلق بڑھا کر بے تکلفی پیدا کر لیتے ہیں اور آخر انجام بد ہے یہ صرف کہنے کی باتیں ہیں سکہ ہمنے اپنی آنکھوں سے یہ واقعات دیکھے ہیں اور خود ان استادوں کو دیکھا

جو اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور جنکے مکان پر لڑکے وقتاً فوقتاً دیکھے جاتے ہیں

علاج

چند وجوہ بیان کرنے کے بعد اب ہم اس کے تدارک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بعض تجربہ کار بزرگ اصحاب کی رائے ہے کہ استاد کو اپنے شاگردوں سے آجکل اتنا تعلق ہرگز نہیں رکھنا چاہیئے کہ وہ کسی رنگ میں اس سے بے تکلف ہو جائے۔ کیونکہ حد درجہ کی نرمی سے برتاؤ کرنے سے ان کی جرأت بڑھ جاتی ہے۔ اور استاد کے رعب اور سلف ریسپکٹ میں فرق آتا ہے جو علاوہ اسکے ذاتی نقصان کے اس کے فرض منصبی یعنی کاروبار تعلیم میں بھی ایک روک کا موجب ہوتا ہے۔ سکول ٹائم میں متانت اور شرافت سے لڑکوں کو پڑھا دینا اور دوسرے اوقات میں اخوت اسلامی کو مدنظر رکھکر احسن سلوک سے پیش آنا ایک ایسا اصول ہے جو نہایت ہی مفید اور بابرکت ہے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ حتی الوسع کسی لڑکے کو اپنے گھر پر نہ آنے دے کیونکہ اسکول میں تو لڑکے پر پورا رعب ہوتا ہی لیکن وہ جب گھر آتا ہے تو یہ اس خیال سے کہ لڑکا گھر پر چلکر آیا ہی انسان کی طبیعت نرم ہو جاتی ہے اور لڑکا اس نرمی سے بیجا فایدہ اٹھاتا ہے۔

پھر بعض وقت پڑھاتے پڑھاتے کوئی مقام ایسا بھی آجاتا ہے کہ وہاں استاد خوش طبعی سے کام لیتا ہے۔ مگر اس وقت بھی احتیاط کی ضرورت ہے لڑکوں کو بیشک اس وقت اس مقام سے پوری خوشی اور بشاشت حاصل کرنے کا موقعہ دینا چاہیئے مگر وہ بھی ایک خاص حد تک ہو۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ استاد کو لڑکوں کیساتھ کھیلنا یا سیر کیلئے جانا پڑتا ہے وہاں بھی سلف ریسپکٹ اور متانت کے اصول کو بھولنا نہیں چاہیئے لڑکے یہی سمجھیں کہ ہمارا باپ یا ہمارا بڑا بھائی ہمارے ساتھ ساتھ جا رہا ہے۔

پھر لڑکوں کی ان بدیوں کو روکنے کیلئے جو وہ ایک دوسرے کی صحبت سے متاثر ہو کر کرتے ہیں یہ ضروری ہے کہ بڑی جماعت کے لڑکوں کو + + + + + + + با ایک ہی جماعت کے بعض دو لڑکوں کو جنکی حالت مشتبہ ہو پرائیویٹ گفتگو نشست و برخاست کا موقعہ نہ دیا جائے اسکا انتظام اسکول بورڈنگس کے سپرنٹنڈنٹ صاحبان بھی اچھی طرح کر سکتے ہیں انکے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو بوجہ قلت گنجایش لکھی نہیں جا سکتیں۔ اگر مذکورہ بالا اصولوں پر بھی عملدرآمد ہو تو استادوں اور شاگردوں کے باہمی تعلقات کی بہت حد تک اصلاح ہو سکتی ہی اور یہی چند اصول ہیں جنپر کاربند ہونے سے ان بدیوں کو دور کیا جا سکتا ہے جنکی آواز بد آئے دن سکول اور کالج کے حلقوں سے سنی جاتی ہے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کیوں قائم کیا گیا؟

(قابل توجہ بزرگان ملت وہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام)

ہر چیز دنیا میں کسی خاص مطلب کیلئے پیدا کی گئی ہے جب تک وہ چیز اپنے اصل مطلب کو پورا کرتی رہتی ہے تب تک تو مفید اور بابرکت ہوتی ہے۔ لیکن جونہی کہ وہ اپنے اصلی فایدہ سے لوگوں کو مستفید کرنے سے رہ جاتی ہے اسی وقت وہ بے سود ہو جاتی ہے دنیا میں سینکڑوں کارخانے جاری ہیں ہر ایک کارخانہ کسی خاص مطلب کے پورا کرنیکے لئے قایم کیا گیا ہے۔ اس کارخانہ میں اسی وقت تک برکت باقی ہے۔ جبتک وہ ایمانداری اور دیانتداری کی بنا پر اپنے مقصد کو پورا کرنیکے لئے کام کرتا رہے۔ جونہی اس مقصد کو نظر انداز کیا جائیگا وہ کارخانہ بھی اسکے ساتھ ہی نیست و نابود ہو جائیگا وہ لوگ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت اقدس نے کس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے ہائی سکول کی بنیاد رکھی تھی اور وہ اس مدرسہ میں کس قسم کے آدمی پیدا کرنے چاہتے تھے مگر جب ہم گذشتہ چھ سات سال کی ہسٹری پر نظر ڈالتے ہیں تو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ماسٹر صدرالدین صاحب نے عمداً اس مقصد کو پورا کرنیکے لئے ہرگز ہرگز کوشش نہیں کی۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت کیلئے ہی دنیا میں آئے تھے اسلام تو مردہ ہو چکا تھا۔ آپنے اپنا زندہ نمونہ پیش کرکے اس کو زندہ کرنا تھا جیسا کہ آپ نے کیا۔ اگر آپ نے اسلام کی خوبیاں بیان کیں تو اس میں بھی اپنے آپکو بطور نمونہ کے پیش کیا۔ اگر آپ نے قرآن کو ایک اعلیٰ ارفع اور مکمل کتاب ثابت کرنا چاہا تو رسول کریم کی لائف کو پیش کیا اور اپنے زندہ نمونہ سے ثابت کیا کہ دیکھو ایک ایسی اکمل کتاب ہے کہ جسکی تعلیم نے مجھے خدا تک پہنچا دیا غرضیکہ اسلام کے ہر حصہ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے اپنے دعاوی کو پیش کیا اور جہاں کہیں آپ کو لیکچر دینے کا اتفاق ہوا۔ وہاں بھی آپنے اسی دستور العمل کو مدنظر رکھا۔ مگر ہمارے لائق ہیڈ ماسٹر بجائے اسکے کہ لڑکوں کو حضرت اقدس کے دعاوی کے متعلق کچھ سمجھاتے اور ان کو عظیم الشان مقابلہ کیلئے تیار کرتے جو عام طور پر احمدی ہاں حقیقی احمدیوں کو قادیان سے باہر نکلکر پیش آیا کرتا ہے لیکن آپنے تو احمدیت کی اہمیت پر ہی خاک ڈالنی ×× چاہی اور کبھی بھولے سے بھی حضرت اقدس کے دعاوی پر لیکچر نہ دیا اگرچہ اس وقت ہم اس طرز عمل کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے مگر آج ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب ایسا کر ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ اگر ان کو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر ایمان ہوتا یا اگر وہ خود یہ سمجھتے کہ نجات کیلئے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے تو وہ ضرور اپنے لڑکوں کو تلقین کرتے مگر جب وہ خود ہی ایسا ایمان نہیں رکھتے تھے جیسا کہ اب واقعات نے ظاہر کر دیا ہے تو وہ اوروں کو کیا سمجھا سکتے تھے ہاں ایک بات پر آپنے بہت زور دیا وہ یہ تھی کہ جب کبھی آپ کسی لیکچر سے واپس آتے تو غیر احمدی مسلمانوں کی جو بموجب حدیث نبوی جاہل ہیں۔ اپنے شاگردوں اور دوسرے دوستوں کے مجمع میں اتنی تعریف کرتے کہ گویا ہماری جماعت میں ویسا لائق اور قرآن دان ہے ہی نہیں۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنی جماعت کے پاک نفس اصحاب کے نمونہ کو پیش کرکے یہ کہتے کہ دیکھو ہمارا فلاں بزرگ خدا کے فضل سے کیسا قرآن دان متقی اور پرہیزگار ہے آپ ایڈیٹر الہلال کی قرآن دانی اور شاہ سلیمان قاری کے مبالغہ سے کام لیتے حالانکہ ان لوگوں نے مسیح موعود کو نہ پہچاننے کی وجہ سے عملی رنگ میں اپنی جہالت اور بیہودیت پر مہر لگا دی ہے۔ پھر اگر کسی سکول کے لڑکوں کا نمونہ پیش کیا تو علیگڑھ کالج اور سکول کے لڑکوں کا جنمیں سے ۹۹ فیصدی لامذہب ہوتے ہیں اور جو فیشن کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ یہ انہی حرکتوں کا ہی نتیجہ تھا کہ جب انہوں نے خدا کے مامور کی

ہمت کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قادیان کی پاک زمین سے نکال دیا فاعتبروا یا اولی الابصار
خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط۔ جو کچھ ہوا ہو چکا اب اسکی حال نہیں ہو سکتا۔ اگر آجتک قوم خواب خرگوش میں ہی ہے۔ اگر آجتک ہمارے دوست حد سے زیادہ حسن ظنی سے کام لیکر اپنی آنکھوں میں دوست نما دشمنوں کے ہاتھ سے مٹی ڈلوا کر اندھے رہے۔ اور مدرسہ تعلیم الاسلام سے وہ کام نہیں لیتے رہے جو حضرت اقدس لینا چاہتے تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ آئندہ بھی ایسا ہو آج اگر قوم بیدار ہو گئی ہے اور اس قابل ہو گئی ہے کہ حقیقی دوست و دشمن میں تمیز کر سکے تو خدا کا احسان ہے۔ صبح کا بھولا اگر شام کو واپس آجائے تو اس کو بھولا نہ جانو۔ اگر ہم پچھلے سال تک کچھ نہیں کر سکے تو چاہیئے کہ ہم آئندہ کیلئے ہوشیار ہو جائیں اور پچھلی کمی بھی پوری کریں۔ اس کمی کو پورا کرنیکے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے دوستوں کو خصوصاً اپنے بزرگ مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے (علیگ) ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول کو حضرت اقدس کی اس نئی پہلی تحریر کیطرف متوجہ کریں جو آپنے ۱۸۹۶ء کے ۸ اکتوبر کے الحکم میں شایع کرائی تھی جبکہ قوم کا خادم الحکم امرتسر سے جاری تھا۔ اور جس تحریر میں کہ آپنے صاف طور پر اس غرض کو بیان فرمایا ہے کہ جسکے پورا کرنے کے لئے آپ ایک ہائی سکول قایم کرنا چاہتے تھے۔

فرمایا:۔ اگرچہ ہم دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ اس سچے معبود پر ایمان لاویں جس پر ایمان لانے سے ایمان ملتا اور نجات حاصل ہوتی ہے لیکن اس مقصد تک پہونچانے کے لئے علاوہ ان طریقوں کے جو استعمال کئے جاتے ہیں ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ قایم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھہرائی جاویں جنکے پڑھنے سے ان کو پتہ لگے کہ اسلام کیا شے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جن لوگوں نے اسلام پر حملے کئے ہیں وہ حملے کیسے خیانت اور جھوٹ اور بے ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ کتابیں نہایت سہل اور آسان عبارتوں میں تالیف ہوں اور تین حصوں پر مشتمل ہوں **پہلا حصہ** ان اعتراضات کے جواب میں ہو جو عیسائیوں اور آریوں نے اپنی نادانی سے قرآن اور اسلام اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں اور **دوسرا حصہ** اسلام کی خوبیاں اور اسکی کامل تعلیم اور اس کے ثبوت میں ہو اور **تیسرا حصہ** ان مذاہب باطلہ کے بطلان کے بیان میں ہو جو مخالف اسلام ہیں۔ اور اعتراضات کا حصہ صرف سوال اور جواب کے طور پر ہو تا بچے آسانی سے اس کو سمجھ سکیں اور بعض مقامات میں نظم بھی ہو تا بچے اس کو حفظ کر سکیں۔ ایسی کتابوں کا تالیف کرنا میں نے اپنے ذمے لیا ہے اور جو طرز اور طریق تالیف کا میرے ذہن میں ہے اور جو غیر مذاہب کی باطل حقیقت اور اسلام کی خوبی اور فضیلت میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائی ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا کے فضل سے میں تالیف کرونگا بچوں کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کیطرح چمک اٹھے گی اور دوسرے مذاہب کے بطلان کا نقشہ ایسے طور سے دکھایا جائیگا جسسے انکا باطل ہونا کھل جائیگا۔

اے دوستو یقیناً یاد رکھو کہ دنیا میں سچا مذہب جو ہر ایک غلطی سے پاک اور ہر ایک عیب سے منزہ ہے صرف اسلام ہے یہی مذہب ہے جو انسان کو خدا تک پہنچاتا اور خدا کی عظمت دلوں میں بٹھاتا ہے ایسے مذہب ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں۔ جن میں یہ تعلیم دیگئی ہو کہ اپنے جیسے انسان کو خدا کر کے مان لو یا جن میں یہ تعلیمیں ہیں کہ وہ ذات مبدء ہر ایک فیض ہے وہ تمام جہان کا خالق نہیں ہے بلکہ تمام ارواح خود بخود قدیم سے چلے آتے ہیں۔ گویا خدا کی بادشاہت کی تمام بنیاد ایسی چیزوں پر ہے جو اسکی قدرت سے پیدا نہیں ہوئیں۔ بلکہ قدامت میں اس کے شریک اور اس کے برابر ہیں۔

سو جسکو علم اور معرفت عطا کی گئی ہے اس کا فرض ہے جو ان تمام مذاہب کو قابل رحم تصور کر کے سچائی کے دلایل ان کے سامنے رکھے اور ضلالت کے گڑھے سے ان کو نکالے۔ اور خدا سے بھی دعا کرے کہ یہ لوگ ان مہلک بیماریوں سے شفا پاویں اسلئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں اور جس طریق سے میں اس خدمت کو انجام دونگا میرے نزدیک دوسروں سے یہ کام ہرگز نہیں ہو سکیگا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس طوفان ضلالت میں اسلامی ذریت کو غیر مذاہب کے وساوس سے بچانے کے لئے اس ارادہ میں میری مدد کرے۔ سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان میں ایک **مڈل سکول** قایم کیا جائے اور علاوہ تعلیم انگریزی کے ایک حصہ تعلیم کا وہ کتابیں رکھی جاویں کہ جو میری طرف سے اس غرض سے تالیف ہونگی کہ مخالفوں کے تمام اعتراضات کا جواب دیکر بچوں کو اسلام کی خوبیاں سکھلائی جائیں اور مخالفوں کے عقیدوں کا بے اصل اور باطل ہونا سمجھایا جائے اس طریق سے اسلامی ذریت نہ صرف مخالفوں کے حملوں سے محفوظ رہیگی بلکہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ حق کے طالب سچ کی روشنی اسلام میں پاکر باپوں اور بیٹوں اور بھائیوں کو اسلام کیلئے چھوڑ دیں گے۔ مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب توفیق اپنے دائمی چندہ سے اطلاع دیکر کہ وہ اس کار خیر کی امداد میں کیا کچھ ماہواری مدد کر سکتا ہے اگر یہ سرمایہ زیادہ ہو جائے تو کیا تعجب ہے کہ یہ سکول انٹرنس تک ہو جاوے۔

اب اس تحریر سے نہایت آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہائی سکول کے قایم کرنیکی کیا غرض تھی اور گذشتہ چند سالوں میں قوم نے کہانتک حضرت کی منشاء کے مطابق عمل کیا ہے اور اس دستور العمل کو اپنے ہاتھ میں لیکر کتنے نوجوان پیدا کئے ہیں تمام کا تمام زور مروجہ تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے اور اس میں بھی دوسرے سکولوں کے نتایج کے مقابل پر کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی۔ ہندوستان کے دیگر اسلامی اسکولوں کیطرح چند منٹ کا ایک پیریڈ مقرر کر رکھا ہے جسمیں تھوڑا بہت قرآن کریم وغیرہ پڑھا دیا جاتا ہے۔ بس اس سے زیادہ اور کوئی کوشش نہیں کیجاتی مابقی عصر کے بعد کے درس کا تو یہ حال ہے کہ تمام لڑکے اس درس سے اتنا فائدہ نہیں اٹھاتے جتنا کہ اٹھانا چاہیئے۔ ان حالات میں خدا کے لئے بتاؤ تم نے حضرت اقدس کے اس پاک منشاء کو کہانتک پورا کیا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ تعلیم مروجہ کا خیال نہ کرو۔ کرو اور ضرور کرو کیونکہ زمانہ حال میں ہم اسکے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہمارا مطلب تو یہ ہے کہ خدا کیلئے اس پاک مقصد کو تو نظر انداز نہ کرو جسکے حصول کیلئے یہ مدرسہ قایم کیا گیا تھا۔ اگر صرف مروجہ تعلیم پر ہی زور دینا ہے تو چاہیئے کہ آج ہی اسکول کا خاتمہ کر دیا جائے اسقدر سر دردی اپنے ذمہ لینے کا کیا فائدہ۔ کیا ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ہائی سکول نہیں ہیں اس سے بڑھکر مروجہ تعلیم کا انتظام ہے پھر وہ کونسی بات ہے جسکے لئے قوم کے لڑکوں کو اسکے والدین خویش و اقارب سے جدا کر کے سینکڑوں میلوں کے فاصلہ پر بلاتے ہو۔ وہ کونسی خوبی ہے۔ جو دوسرے مکتبوں میں پائی نہیں جاتی ہے اور جسکے لئے کہ والدین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنے سے جدا کر کے تمہارے حوالہ کر دیتے ہیں یہ ایک سوال ہے جسپر تمہارے

دشمنان رسالت احمدؐ

(مرقومہ جناب مولوی ظہیر الدین صاحب لاہوری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

جبکہ آپ لوگ تحریری اقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالےٰ نے اپنے کلام میں ولی اللہ کہکر مخاطب کیا اور ایسے ہی یا نبی اللہ کہکر پکارا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی اور سچا ولی اللہ تو مان لیتے ہو لیکن حقیقی اور سچا نبی اللہ نہیں مانتے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ یا ولی اللہ والا الہام تو رحمان کیطرف سے ہے اور یا نبی اللہ والا الہام (معاذ اللہ) شیطان کیطرف سے ہو جب ہر دو جہد سے خدا کیطرف سے خدا کے کلام میں درج ہیں تو پھر ہر ایک شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا مسیح یقین کرتا ہے اس بات کو ماننے بغیر نہیں سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ولی اللہ بھی ہیں۔ اور نبی اللہ بھی ہیں ایک الہام کو مان لینا اور دوسرے الہام کا انکار کر دینا۔ اور نؤمن ببعض و نکفر ببعض پر عمل درآمد کرنا تو آپ بھی پسند نہ کرتے ہوں گے۔ اسلئے امید ہے کہ آپ لوگ اب علیٰ اعقابکم واپس نہیں لوٹوگے۔ آپ لوگوں کی تصنیفات اور تحریروں میں سالہا سال تک جب حضرت مسیح موعود کے حق میں نبی اور رسول کا لفظ استعمال ہوتا رہا ہے اور ابھی لگلے دنکی بات ہے کہ جب آپ لوگوں کے متعلق حضرت مولوی نور الدین صاحب رحمت اللہ علیہ کی زندگی میں یہ مشہور ہوا کہ آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس شان کو قبول نہیں کرتے۔ جو خدا نے ان کے حق میں اپنی کلام میں ظاہر کی۔ تو آپ لوگوں نے نہایت جوش اور پھر اخلاص سے بھری ہوئی تحریر پیغام میں شایع کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی اور رسول ہونے کا اقرار کیا اب آپ کو کیا ہو گیا جو الٹی راہ اختیار کر رہے ہو۔ ابھی وقت ہے تم لوگوں کو بتلادو کہ وہ تمام مضامین جنسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور رسالت کا انکار پایا جاتا ہے۔ وہ جناب حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کی خیالات ہیں۔ احمدیہ بلڈنگس والوں کا ان مضامین سے کوئی تعلق نہیں اور اگر غور سے دیکھا جاوے تو حکیم مرہم عیسےٰ صاحب کے مضامین بھی کوئی ایسے نہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت اور نبوت کا (نعوذ باللہ) قلع قمع ہو سکے وجہ یہ کہ حکیم صاحب کے مضامین اپنے اندر مخالفانہ اور موافقانہ ہر دو پہلو رکھتے ہیں اور ایک ہی مضمون کی بعض عبارتیں بعض عبارتوں کے خلاف تحریر ہو جاتی ہیں۔ مثلاً وہ اپنے اسی مضمون "کیا مسیح کا مثیل نبی چاہیئے" میں حضرت مسیح موعود کو اس الہام یعنی یا نبی اللہ کو درست بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور پھر نبوت سے انکار بھی کرتے ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کو جو نبی اللہ مانتے ہیں۔ ان کے حق میں سخت سست کلمات تحریر میں لاتے ہیں حالانکہ اگر وہ خود غور سے کام لیں تو ان کو سمجھ آسکتی ہے کہ

یا تو حضرت مسیح موعود غیر حقیقی نبی ماننے پڑیںگے اور یا سچے اور حقیقی نبی اللہ تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اس کے بین بین راہ اختیار کرنے کی کوشش کرنا۔ تو چھٹے پارہ کے رکوع اول کے فتوےٰ کو۔ اپنے اوپر چسپاں کرنیکا اقرار کرتا ہے کہ جب وہ الہامات جو حضرت مسیح موعود نے خدا کا سچا کلام سمجھکر دنیا کے روبرو پیش کئے آپ لوگوں کے نزدیک بھی سچے الہامات اور خدا کا سچا کلام اور وحی الہی ہے اور آپ ابھی تک تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات خدا کا سچا کلام ہیں تو پھر آپ کے حق میں ماننا پڑتا ہے:۔

کہ آپ لوگ دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا رسول اللہ اور حقیقی نبی اللہ تسلیم کرتے ہو۔ اور ہمیں امید نہیں کہ محض چند روزہ دنیاوی فوائد کو مدنظر رکھکر آپ لوگ علے الاعلان اپنی تحریروں کے صریح خلاف حضرت مسیح موعود کی نبوت اور رسالت سے منہ موڑ لوگے۔

صاحبزادہ حضرت بشیر الدین محمود احمدؐ صاحب کو اگر آپ وہ فرزند ارجمند تسلیم نہیں کر سکتے جسکے بارہ میں حضرت نعمت اللہ ولی نے فرمایا ہوا ہے:۔ ؎

پسرش یادگار مے بینم

تو نہ سہی۔ لیکن جسکے حق میں ارحم۔ م دو مے خاتم لکھا ہوا ہے اس کے احمد ہونے سے تو انکار نہ کرو اور احمد صلعم کا فرزند بھی آپ سے احمد صلعم ہی سوا نا ہے آو سنبھل جاؤ۔ اور جسطرح سے آجتک مخالفین مسیح موعود کو سچے دل سے غیر احمدی سمجھتے رہے ہو۔ اب بھی احمدؐ کا انکار نہ کرو اور غیر احمدیوں کو احمدی سمجھنے نہ لگ جاؤ آئندہ آپ کا اختیار

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

من ازہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے مرد ہشیارے

چونکہ آپ لوگوں کیطرف سے اسم احمدؐ رسالہ عنقریب نکلنے والا ہے اور آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احمد ہونے سے انکار کیا ہے۔ اسلئے جب آپ رسالہ شایع کرلیں گے۔ اس وقت اس بارہ میں مفصل مضمون لکھا جاویگا۔ بھائیوں کیطرح آپس میں محبت اور اتفاق سے ہی یہ سب مسایل طے ہو سکتے ہیں۔ مخالفوں کو ہنسی ٹھٹھے کے موقعہ دیکر جگ ہنسائی نہ کراؤ۔

یاد رکھو اگر نیک نیتی اور تحقیق حق کی غرض سے اختلاف ہو تو وہ ہمیشہ مستحسن ہوا کرتا ہے اور ایسی یکار روائی کا انجام ہمیشہ اچھا ہوا کرتا ہے آپ کا مولوی محمد علی صاحب کو امیر قوم بنا لینا۔ قادیان سے منہ موڑ کر ہاں مکہ سے منہ موڑ کر لاہور کو سلسلہ احمدیہ کا مرکز بنا لیا۔ اپنی خودمختاری کے ماتحت سلسلہ احمدیہ سے الگ ہو کر اشاعت اسلام شروع کر لینا احمدی قوم کے روپیہ کو سلسلہ کی ہدایات کے ماتحت خرچ نہ کرنا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی ہر ایک بات پر نکتہ چینی اور عیب چینی کرنا ایک وقت میں کچھ کہنا۔ اور پھر دوسرے وقت میں اسکے بالکل خلاف بولنا۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جو سلسلہ احمدیہ کے ہر فرد بشر کے دل میں یہ بات جاگزین ہو چکی ہے کہ آپ لوگ کسی دوسرے کی امامت کا اسلئے انکار نہیں کرتے کہ اس میں سلسلہ احمدیہ کی بہتری آپ کو مدنظر ہے بلکہ دراصل آپ خود امام بننے کے خواہشمند ہیں۔ اور قوم کو اپنی مرضی کے ماتحت اس راہ پر چلانا چاہتے ہیں۔ جو احمدیت سے کوسوں دور ہے والسلام

اپیل

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر اپنی خاص نظر عنایت کرتا ہے تو اس قوم میں اپنے فضل سے کسی رسول کو مبعوث فرماتا ہے تا وہ قوم جو خدا سے تعلق کو توڑ کر موتوں سے مر چکی ہے اس رسول کے ذریعہ خدا پر از سر نو زندہ ایمان لا کر اسکی فضلوں کی وارث بنے اور خدا کے فیضان کی جاذب ہو۔ اور اس میں پھر دوبارہ زندگی کی روح قائم ہو۔

یہ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ ایسے وقت میں قوم کی بہتری اور فلاح کیلئے تزکیہ کے طور پر امتحان بھی مقرر کیا جاتا ہے تا وہ قوم اس امتحان میں کامیاب ہو کر اپنے تئیں ثابت کر دے کہ جس مقصد اور کام کیلئے خدا اس قوم کو کھڑا کیا چاہتا ہے وہ اسکی اہل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسکی اولاد کو جب نبوت کیلئے مخصوص کرنا چاہا۔ تو حضرت ابراہیم سے بیٹے کی قربانی طلب کی۔ جب حضرت ابراہیم ع نے خدا کے اس فرمان کو پورا کیا۔ تو اس کے انعام میں انہیں لوگوں کا پیشوا بنا دیا۔ جیسا کہ فرمایا واذ ابتلیٰ ابرٰھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما اور قیامت تک نبوت کے سلسلہ کو حضرت ابراہیم کی اولاد میں مخصوص کر دیا۔ اور اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی قوم کو زندہ کرنا چاہا۔ اور چاہا کہ فرعون کے ہاتھ سے وہ نجات پائے۔ تو اس قوم میں حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا پر اور اس کی صفات پر ایمان لائے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ اس عظیم الشان کام کیلئے خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدایش میں ہی ایسے نشانات رکھ دیئے کہ جسکے مشاہدہ سے اس قوم کو اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اسکی عظیم الشان طاقتوں پر زندہ ایمان حاصل ہو گیا اور وہ فرعون جیسے متکبر بادشاہ کے مقابلہ کیلئے کھڑی ہو گئی۔ جب ہم اس قوم کی اس قربانی کو دیکھتے ہیں جو اس نے اس نازک وقت میں دکھائی جبکہ آگے دریا اور پیچھے فرعون بمعہ لشکر۔ تو رشک آ جاتا ہے اس حالت میں انہوں نے خدا کی رضاء اور اسکے حکم کے ماتحت اپنے تئیں بے جان چیز کیطرح دریا میں ڈال دیا۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ خدا کا وصال اور اسکی رضا ایک کر آپ پر سب موتوں کے وارد کر لینے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے جب تک انسان خدا کے ماتحت ذبح نہ ہو جائے۔ فلاح نہیں پاتا۔ اسکے بعد صحابہ کرام کی قربانیوں اور آپ کے حصول انعام کے قصہ کو میں آپ لوگوں کے سامنے دہرانا نہیں چاہتا کیونکہ آپ خود بخوبی واقف ہیں کوئی مشکل سے مشکل اور کڑے سے کڑا امتحان نہ ہوگا۔ جس میں ان لوگوں نے سو فیصدی نمبر نہ حاصل کئے ہوں۔ انہوں نے اپنی جان مال اولاد کو خدا کی رضا میں اس طرح بیچ کر دیا۔ اور اپنا کچھ بھی نہ رکھا صرف اسی کے ہو گئے۔ اور خدا انکا ہو گیا۔ صحابہ رض کے اسی ایثار اور قربانی کو دیکھکر اللہ تعالےٰ نے فرمایا فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اور رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ سو اے پیارو جبکہ کامیابی کی یہی ایک کلید ہے۔ کہ انسان خدا کی رضا میں اپنی جملہ خواہشات اور محبوبات کو قربان کر دے۔ جیسا کہ فرمایا لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون یعنے تم کسی طرح بھی نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ خدا کی رضا میں اپنی پیاری سے پیاری چیزوں کو قربان نہ کرو۔ سو اے دوستو! اب جبکہ تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالےٰ نے اسلام کی بیکسی کو دیکھکر آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم میں نازل فرمایا اور خدا کے اس برگزیدہ نے ارشاد الہی کے ماتحت ہم سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اقرار لیا۔ جس اقرار میں کہ ہماری کامیابی اور فلاح کی کلید ہے تو پس اگر ہم نے اس اقرار کو عملاً پورا نہ کیا۔ تو کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا تو ایک انتہائی اقرار ہے۔ جس پر کہ ہم نے قدم مارنا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس اقرار کے ابتدائی منزل میں جو کہ اس انتہائی اقرار کے پورا کرنے کیلئے پہلا زینہ ہے۔ ہم نے کس مضبوطی سے قدم مارا ہے۔ وہ ابتدائی منزل کا اقرار کیا ہے۔ یہی کہ ومما رزقنٰھم ینفقون کے ماتحت چندہ دن کرنا سو اے دوستو! اگر ہم اس پہلی ہی منزل میں فیل ہو گئے تو پھر فلاح کی کیا امید ابھی تک تو ہماری نازک حالت کا وہی نقشہ ہے جو حافظ شیرازی نے اپنے اس شعر میں کھینچا ہے ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

یعنے جن لوگوں نے ابھی دریا میں قدم نہیں رکھا اور یا جو دریا سے پار گذر گئے ہیں وہ ہماری ان تکالیف سے کیا علم رکھتے ہیں جو کہ منجدھار میں ہمارے پیش آ رہی ہیں اس وقت ہماری کشتی بھی منجدھار میں ہے۔ اور چاروں طرف سے تاریکی چھا رہی ہے بڑے بڑے مگرمچھ کشتی پر حملہ آور ہیں اور دیگر مذاہب کی موجوں کے تھپیڑے کشتی کو زور و شور سے روند رہے ہیں اور خود کشتی کے اندر بھی باہم ہل چل ہو رہی ہے۔ دشمن دیکھ رہا ہے کہ کشتی کب ڈوبتی ہے۔ ایسی نازک حالت میں ہمارا اپنے فرائض سے غافل ہو جانا اپنے ہاتھوں کشتی کو ڈبونا ہے۔ اے صاحبان اس خطرناک حالت کو محسوس کر کے ہوشیار ہو جاؤ۔ تا خدا ان بلاؤں سے نجات بخشے۔ یہ جو باہمی تفرقہ ہے اگرچہ یہ ایک خطرناک زلزلہ ہے مگر اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ خدا کے حضور گر جانا چاہیئے۔ ہمارے خلیفہ عمر رض ثانی کا نام حضرت اقدس نے یوسف ع بھی فرمایا ہے۔ اس لئے بعض بھائیوں کی طرف سے مخالفت کا ہونا ضروری ہے تا اس خلیفہ کی صداقت اتم طور پر پوری ہو اور جبکہ پہلی بات پوری ہو چکی ہے تو دوسری بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد پوری ہوگی یعنے یوسف ع کے بھائی اپنی غلطی سے پشیمان ہوں گے اور معافی طلب کریں گے۔ اور یوسف ثانی بھی ان سے چشم پوشی اور درگذر سے کام لے گا۔ تا خلیفہ اول رض کی وصیت کے الفاظ کا مطلب بھی پورا ہو کہ میرا جانشین چشم پوشی اور درگذر سے کام لے۔ اس کے سوا اس خلیفہ کے ساتھ حسب فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مخالفت کا ہونا اس وجہ سے بھی ضروری تھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے سو اس لئے اس وقت جو اعتراضات بعض لوگوں کیطرف سے ہو رہے ہیں یہ اس خلیفہ کی صداقت پر مہریں۔ تا اس مخالفت میں خلیفہ کی اولوالعزمی ثابت ہو اور ان نشانات کے ذریعہ لوگ سچائی قبول کریں۔ اور حق ترقی کرے۔ قرآن کریم کے رو سے بھی خلیفہ کی مخالفت کا ہونا ضروری امر ہے جیسا کہ آیت ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا سے ظاہر ہے۔ مگر ایسی مخالفت جسکے اندر بے انتہاء بشارتوں کا دریا بہہ رہا ہو ہماری کسی مایوسی کا باعث نہیں ہونی چاہیئے۔ ہمیں تو اس روک کے دور کرنے میں کوشش۔ روک کے پیچھے آب حیات ہے۔ سارے کا سارا وعدہ

لگا دینا چاہیئے۔ سو صاحبان یہ وقت ہمارے ہمت دکھلانے کا ہے نہ کہ سست ہونے کا۔ جو لوگ اس وقت چندوں میں سستی کریں گے وہ جلد تر حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھایئنگے۔ اگر مال کی قربانی میں بخل کرینگے۔ تو خدا کسی اور قوم کو اس کام کیلئے کھڑا کر دیگا۔ کیونکہ خدا کے ارادے تو رک نہیں سکتے۔ اس نے تو اس سلسلہ کو دنیا میں ضرور پھیلانا ہے کیا وہ قادر نہیں کہ ایک بادشاہ کو احمدی بنا دے جو تمام اخراجات کا متحمل ہو جائے۔ مگر پھر وہ ثواب جو اب چندوں سے ملتا ہے۔ کہاں نصیب ہو سکتا ہے۔ اس وقت خدا نے ہمیں ایک یوسف دیا ہے۔ اگر اس کی رضا میں ہم سب کچھ بھی نثار کر دیں۔ جیسا کہ مولوی عبد اللطیف رضہ صاحب مرحوم نے کر کے دکھایا تو یہ بات ادائگی فرض سے باہر نہیں۔ اگر ہم چندوں میں بھی سستی کرینگے۔ تو اس عورت سے بھی پیچھے رہ جائیں۔ جس نے حضرت یوسف کے صرف ظاہری حسن و جمال پر اپنا مال اور آرام قربان کر دیا تھا۔ حضرت اسماعیل کیطرف ہی دیکھ لو کہ آپ نے آٹھ سال عمر میں اپنی جان خدا کے آگے رکھدی۔ غرض اگر آپ فضلوں کے وارث بننا چاہتے ہو تو قربانی کرنا سیکھو۔ آخر میں دعا ہے کہ خدا خود ہی چندوں کے متعلق القا کرے اور چندوں کی ضروریات کو ان کے دل محسوس کر جائیں۔ جسقدر چندے جمع ہیں۔ فوراً خزانہ صدر انجمن میں روانہ فرماویں۔ اور آئندہ ترسیل چندہ کیلئے دل و جان سے سعی فرماویں۔ غیر قومیں لاکھوں روپیہ نثار کرتی ہیں۔ مگر وہ قبولیت کے لائق نہیں ہمیں شکر کرنا چاہیئے کہ ہمارے چند پیسے بھی مولی کریم کے حضور قبولیت رکھتے ہیں۔ جیسے پہلے آپ نے خدا کی خوشنودی کیلئے چندوں کے بار کو اپنے ذمہ اٹھا رکھا ہے۔ تو اب اس مبارک کام کیلئے غیر کو مگہ ند۔ ترجمہ قرآن شریف انجمن کے صرف سے ہوا ہے غیر کو اس کا حق نہیں۔ لہذا ہر قسم کے چندے دارالامان قادیان روانہ فرما دیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے والسلام

(شیر علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان)

درخواست دعا

تمام احباب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم کیلئے دعا فرماویں کہ خدا انہیں امتحان بی اے میں کامیاب کرے اور کوئی دینی خدمت اس سے لے آمین ثم آمین۔

مولوی محمد علی صاحب سے چند سوالات

(مرسلہ جناب مولانا مولوی میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل)

پیغام نے چند روز سے مولوی محمد علی صاحب کو امیر قوم امیر ملت امیر امت امیر سلسلہ احمدیہ کے القاب سے ملقب کرنا شروع کیا ہے ہمیں اس پر چنداں نوٹس لینے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ انگریزی گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے امیر قوم ہونے کا ادعاء تو الگ رہا اگر کوئی شخص خدائی کا دعوی کرے تو اُسے کوئی روک نہیں سکتا لیکن یہ بات حد دعوی سے تجاوز کر کے غلط بیانی کا رنگ اختیار کر گئی ہے یعنی پیغام نے اپنی ایک اشاعت میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب شوری سے اور احمدیہ جماعت کے انتخاب سے مسند امامت پر متمکن ہوئے ہیں حالانکہ یہ ایک صریح غلط بیانی ہے وہ تو قوم قوم لئے پھرتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ایک ہزار احمدی کے نام بھی نہیں بتا سکتا جنکے اتفاق سے مولوی صاحب موصوف زیب دہ مسند امارت ہوئے ہیں پیغام کی ان غلط بیانیوں کی حقیقت پبلک پر منکشف کرنیکے لئے ذیل میں چند سوال مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اُمید ہے کہ وسعت حوصلہ کو کام میں لا کر جواب سے مشکور فرماوینگے . . . .

. . . .

. . . . ورنہ مبایعین احباب کو لازم ہے کہ جہاں کوئی منکر خلافت ملے اسکے آگے یہ سوالات پیش کریں انشاء اللہ العزیز کبھی جواب دیکھیں گے الحق یعلو ولا یعلیٰ

(۱) صدر انجمن کی موجودگی میں قوم کو کسی امیر کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(۲) اگر ضرورت ہے تو انجمن میں کیا نقص ہے جسکی وجہ سے قوم ایک امیر کی محتاج ہے

(۳) اور اگر ضرورت نہیں تو امیر کا انتخاب کیونکر جائز ہے یا جائز ہے تو دونو کے وجوہات لکھئے (۴) اگر آپ کے نزدیک انجمن کے ہوتے ہوئے قوم کیلئے ایک امیر ضرور ہونا چاہیئے تو حضرت مسیح موعود نے اسکا ذکر کیا ہے یا نہیں (۵) اگر آپ نے ذکر فرمایا ہے تو کس کتاب میں؟ (۶) اگر ذکر نہیں تو کیا حضرت اقدس امیر کی ضرورت سمجھتے تھے یا نہیں؟ (۷) اگر سمجھتے تھے تو ذکر نہ کرنیکی کیا وجوہات ہیں۔ (۸) اگر ضرورت ہی نہ سمجھتے تھے اور فی الواقع ضرورت تھی تو کیا یہ بات قابل اعتراض نہیں کہ حضرت اقدس قوم کیلئے ایک ناقص انتظام کر گئے ہیں (۹) اور اگر یہ کہیں کہ امیر کا انتخاب اسواسطے ضروری ہے کہ خلیفۃ المسیح کی وصیت ہے تو سوال یہ ہے کہ یہ وصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے خلاف ہے یا موافق؟ (۱۰) اگر موافق ہے تو ثبوت دیجئے۔ اور اگر مخالف ہے تو وجوہات بتلایئے؟ اور فرمایئے کہ حضرت مولوی صاحب مرحوم مسیح موعود کی باتوں کو منسوخ کر سکتے تھے یا نہیں اگر منسوخ کر سکتے تھے تو دلیل لایئے اور اگر منسوخ نہیں کر سکتے تھے تو مولوی صاحب کی اس وصیت پر عمل کرنا جائز ہے یا نا جائز۔ اگر جائز ہے تو ثبوت کیا اور اگر نا جائز ہے تو اقرار کیجئے۔

(۱۱) خلیفۃ المسیح نے جس جانشین کی وصیت کی تھی اسکے انتخاب کا طریقہ بھی خود بیان کر گئے تھے یا نہیں اگر تحریر فرما چکے تھے تو حوالہ دیجئے۔ اور اگر نہیں بیان کیا تو انتخاب کا کیا معیار ہوگا۔ پھر یہ بتایئے کہ ساری قوم کا ماننا ضروری ہے یا نہیں اور اگر ساری قوم کا اتفاق ضروری ہے . . . .

تو آیا موجودہ صورت میں احمدی قوم کا کوئی جائز امیر ہو سکتا ہے۔ یا نہیں اور اگر ساری قوم کا متفق ہونا ضروری نہیں تو کم سے کم کتنے لوگوں کا قبول کرنا ضروری ہے۔ جو تعداد آپ تجویز فرماویں اس کا ثبوت بھی ساتھ ہی لکھئے گا۔

(۱۲) جو شخص امیر قوم منتخب ہو اس کے اختیارات خلیفۃ المسیح اول لکھ گئے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ تحریر فرما گئے ہیں تو تحریر دکھلایئے اور اگر آپ نہیں لکھ گئے تو امیر کے اختیارات کون تجویز کریگا جو جواب ہو اس کے ساتھ ہی دلایل بھی ہوں۔

(۱۳) پھر یہ سوال پوچھنے کی جرءت کرتا ہوں کہ امیر اور انجمن کے آپسمیں کیا تعلقات ہوں گے۔ خلیفۃ المسیح اول اسکی تصریح کر گئے ہیں یا نہیں اگر . . . تصریح فرمائی ہے تو جگہ دکھلایئے۔ اور اگر آپ رضہ نے تصریح نہیں کی تو اب تعلقات کون مقرر کرے گا . . . .

. . . . یا انجمن جو جواب ہو مدلل ہو اور پھر وہ تعلقات حاکم محکوم کے ہوں گے یا دوستانہ کے۔ اگر حاکم محکوم کے ہوں گے تو حاکم کون ہوگا انجمن یا امیر۔ اگر امیر انجمن کا حاکم ہوگا تو اسکی حکومت نام کی ہوگی یا حقیقی۔ اگر نام کی ہوگی تو اس کا فائدہ کیا اور شرعاً اسکا جواز دکھلایئے اور اگر اسکی حکومت حقیقی ہوگی تو وہ انجمن کے فیصلوں کو مسترد کر سکیگا یا نہیں اگر مسترد کر سکیگا تو انجمن بحیثیت انجمن رہ سکتی ہے یا نہیں اور اگر مسترد نہیں کر سکیگا تو اسکی حکومت کے کیا معنے۔ اور اگر دوستانہ تعلقات ہونگے تو کیا باریاں مقرر ہونگی۔ کہ اتنے دن انجمن کے فیصلے امیر مانے اور اتنے روز انجمن امیر کے ماتحت رہے پھر یہ بتایئے کہ (۱۴) احمدی جماعت کیساتھ امیر کے کیا تعلقات ہوں گے۔ مالی یا روحانی؟ اگر مالی تعلقات ہوں گے تو کیا چندہ امیر کے پاس جمع ہوگا۔ اور انجمن دست بردار ہو جائیگی۔ اور اگر روحانی ہوں گے تو کیا وہ ظاہری علوم پڑھائے گا اور اس کا تعلق

واعظ اور استاد کے رنگ میں ہوگا۔ یا پیری مریدی کا۔ اگر پہلی شق آپ کے نزدیک مسلم ہے تو کیا احمدی جماعت کے اور علماء جو قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں وہ اس سے دست بردار ہو جائیں گے یا نہیں اور ان میں اور اس امیر میں کیا فرق ہوگا۔ اور اگر پیری مریدی کا تعلق ہوگا تو کیا اسکے مرید کو انجمن کی بات مقدم سمجھنی چاہیئے یا امیر کی؟ اگر وہ پیر کی بات مقدم سمجھیں گے تو انجمن کا وجود اس صورت میں رہ سکتا ہے یا نہیں اور اگر انجمن کے احکام کو وہ اپنے پیر کے حکموں پر مقدم کرینگے تو پیری مریدی کے کیا معنے؟ (۱۵) خلیفۃ المسیح کی اس وصیت پر عمل کرنا فرض ہے یا نہیں اگر فرض ہے تو نص شرعی لائیے اور اگر فرض نہیں تو وجوہات بتلائیے اگر فرض ہے تو کیا آپکے وفات پاتے ہی اس پر عمل ہونا چاہیئے تھا۔ یا کچھ مدت ٹھہر کر۔ اگر معاً وفات کے بعد اس پر عمل کرنا ضروری تھا۔ تو عمل ہوا یا نہیں۔ اگر ہوا ہے تو کب اور کس جگہ۔ اور اگر عمل نہیں ہوا تو کیا وجوہات ہیں اور اگر ٹھہر کر عمل ہونا چاہیئے تھا تو خلیفۃ المسیح نے اس وقفہ کیلئے کتنی مدت مقرر فرمائی تھی تحریر دکھلایئے۔ اور اگر خلیفۃ المسیح نے مدت مقرر نہیں کی۔ تو کون مدت مقرر کرنے کا مستحق ہے۔ آپ یا میں یا کل قوم یا صدر انجمن احمدیہ اور وہ بھی قادیانی یا لاہوری۔

(۱۶) پیغام صلح آپ کو امیر قوم لکھتا ہے آپ اس عہدہ کو اپنے لئے تسلیم کرتے ہیں یا نہیں اگر نہیں کرتے تو اسکی تردید کیوں نہیں کی جاتی اور اگر واقعی آپ اس کے مقر ہیں تو کیا آپکو تمام قوم نے منتخب کیا یا نصف نے یا ثلث یا ربع یا خمس یا سدس یا سبع یا ثمن یا تسع یا عشر نے یا انجمن نے اور اگر ساری قوم نے آپکو قبول نہیں کیا بلکہ بعض نے تو پھر بھی آپ امیر قوم کہلائے جا سکتے ہیں تو کیا وجہ کہ صاحبزادہ صاحب اس خطاب کے مستحق نہ ہوں جبکہ میرے نزدیک ۹۹ فیصدی نے اور آپکے نزدیک ½ نے بیعت کر لی ہے اور اگر مستحق ہیں تو میاں صاحب کے انتخاب کے وقت تاریں کیوں دی گئیں تھیں کہ ابھی احمدی قوم نے کوئی امیر تجویز نہیں کیا۔ اور اگر آپ امیر ہیں تو آپکا انتخاب کب ہوا اور کس جگہ ہوا اور کتنے آدمیوں کے ماننے پر آپ امیر منتخب کئے گئے ہیں اور کیا اس انتخاب کو ہم جائز شوریٰ کہہ سکتے ہیں اور کیا یہ کہنا درست ہے کہ آپکا انتخاب جماعت احمدیہ کے اتفاق سے ہوا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ چار لاکھ میں سے بیس ہزار نے آپ کو امیر مان لیا اور کیا آپ دو ہزار ایسے آدمیوں کی فہرست پیش کر سکتے ہیں جنکے قبول کرنے کے بعد آپ نے یہ بار اٹھایا۔ اور جسطرح آپ ہم سے فہرست طلب کرتے تھے ہم آپ سے درخواست نہیں کر سکتے کہ آپ ان لوگوں کی فہرست پیش کریں جنہوں نے آپکو امیر قبول کیا۔

(۱۷) جب لوگوں نے آپکو منتخب کیا تو کیا یکدفعہ ان کے دلمیں یہ انتخاب کا اُبال آیا یا کسی نے تحریک کی اور کوئی تاریخ مقرر کیگئی۔ اگر بغیر تحریک کے یکلخت ایک ہی وقت میں مختلف شہروں میں لوگوں کو آپ کے انتخاب کا ولولہ اٹھا۔ تو یہ ناممکن ہے اور اگر کسی نے تحریک کی اور ایک تاریخ مقرر کیگئی تو یہ بات آپکے علم سے ہوئی یا لاعلمی میں؟ اگر آپکی لاعلمی میں ہوئی تو ایسا آپکے دوستوں نے کیوں کیا اور اگر سب کام آپ کے علم سے ہوا تو آپ نے اجازت دی یا منع کیا۔ اگر منع کیا تو انتخاب کیسے وقوع میں آیا۔ اور اگر اجازت دی تو کیا وجہ؟

(۱۸) اور جب آپ کو منتخب کیا گیا تو آپ نے اس عہدہ سے انکار کیوں نہ کر دیا۔ جب آپ کو بخوبی معلوم تھا کہ دنیا یہی سمجھے گی کہ آپ ہی جاہ طلبی سے اور آپنے میاں صاحب کی بیعت اسلئے نہیں کی کہ قوم نے آپ کو نہ مانا اور آپنے اپنی خواہش دوسری طرح پوری کی۔ اگر آپ اس عہدہ سے انکار کر دیتے تو نہایت انسب بات تھی اور کیا جبر سائیں میں آپکے سوا اور کوئی شخص قابل امارت نہ تھا؟ اگر تھا تو کیا وجہ کہ آپ نے اسکے منتخب ہونے پر زور نہ دیا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ قوم نے مجھے انتخاب کیا تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک لوگوں کا انتخاب حجت شرعی ہے یا نہیں اگر حجت شرعی ہے تو نص پیش کیجئے اور پھر ماننا پڑے گا کہ میاں صاحب کا انتخاب بھی حجت ہے۔ اور اگر حجت نہیں تو آپنے انکار کیوں نہ کر دیا اور اگر اس وقت انکار نہیں کیا تو اب اس عہدہ سے علیحدگی جائز ہے یا ممنوع اگر ممنوع ہے تو آیت اور حدیث پیش کیجئے اور اقرار کیجئے کہ میاں صاحب کا عزل بھی اب ناممکن ہے اور اگر جائز ہے تو آپ ہم لوگوں کی بدظنی دور کرنے کے لئے اس عہدہ سے علیحدہ ہونا چاہتے یا نہیں اگر نہیں چاہتے تو کیا وجہ اور اگر چاہتے ہیں تو ہم کب تک امیدوار رہیں؟ -

حق ہمارے ساتھ ہے

(مرقومہ جناب مولانا مولوی صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے ٹرسٹے عربیک ٹیچر ہائی سکول قادیان دارالامان)

میں نے بارہا حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہم السلام سے سنا کہ جھوٹ ہمارے مخالفین کے حصہ میں آیا ہوا ہے۔ ہماری نسبت بہت جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ خلافت محمود کے منکروں کے حصہ میں بھی جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ جس بات کو شروع کرتے ہیں اسی میں جھوٹ ملا لیتے ہیں اور ایسی دلیری اور جرأت سے اس جھوٹ کو استعمال کرتے چلے جاتے ہیں کہ گویا جھوٹ ان کے لئے حلال قرار پا چکا ہے۔ ۲۸ جون ۱۹۱۴ء کا پیغام میرے سامنے ہے اس کے صفحہ ۲ میں نبین داتوی کا ایک مراسلہ شایع ہوا ہے۔ جس میں محض بے سود کوشش کی گئی ہے کہ میاں محمود موعود نہیں ہیں حالانکہ یہ بالکل سیاہ جھوٹ ہے۔ محمود ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے جبکہ مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی پیدایش کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے عین وعدے کے موافق محمود کو پیدا کر دیا۔ اور داتوی صاحب ہیں کہ یہی سُر الاپتے چلے جاتے ہیں المحمود لیس الموعود معلوم نہیں یہ کیسی عربی ہے۔ حالانکہ اب آیت استخلاف کے ماتحت وہ موعود قرار پا چکے ہیں اور حضرت خلیفہ اول کا فرمانا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے بالکل سچ ثابت ہوا۔ اور خدا اسنے محمود کو خلیفہ بنا دیا۔ حالانکہ اکابر نے ناخنوں تک زور لگایا۔ کہ یہ برگزیدہ فخر رسل سریر خلافت جلوہ فگن نہ ہو۔ مگر ہموا بمالم ینالوا۔ کا عجیب نظارہ ۱۴۔ مارچ کے جلسہ کو دیکھنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ وہی شخص جسکو اظہار حق میں خدائی توم کہا گیا تھا۔ اور جسکے متعلق علے الاعلان بیان کیا گیا تھا کہ قوم اس کو اپنا خلیفہ بنانے کو تھی۔ کہ صدر انجمن احمدیہ نے مولوی نورالدین کے آگے ساری قوم کو پیر پرستی کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ ہاں اسی حریت کے مایہ فخر کی بات سننے سے قوم نے انکار کر دیا۔ کیا انکی چھ سالہ کوشش کارگر ہوئی کہ محمود خلیفہ نہ ہوسکے پاور مگر کیا ان کی کوئی پیش گئی۔ یہ خدا کے کام ہیں اور ہماری نظروں میں عجیب۔ سب سے پہلے اس خدائی توم نے فخر رسل کو غیر متقی قرار دیا۔ سب و شتم میں حد سے بڑھے جاتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ گیت بھی گاتے جاتے ہیں کہ ہم تو کچھ نہیں کہتے۔ افسوس اتنا جھوٹ اور پھر یہ دلیری۔ گالیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم نے تو کچھ نہیں کہا بلکہ ہمیں گالیاں دیگئی ہیں سب سے پہلے مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفہ اول پیشگوی کو پورا کیا جو آپ نے میرے سامنے درس قرآن سے پہلے مسجد اقصیٰ کے تخت کے پاس فرمایا کہ تم میرے بعد تو مخالفت کروگے گر

× × × × × × × × × × × × × ×

× × تم میرے سامنے کیوں جھگڑتے ہو۔ اور فرمایا کوئی لاؤ جس کے ہاتھ پر میں بیعت کر دوں!